تبصرة و ذکری لکل عبد منیب

تبصرہ

متعلق

کارروائي ترتیب کلیات حضرت امیر خسرو دهلوي رحمة الله علیه

(من ابتدائے جنوري سنه ۱۹۱٦ع لغایة دسمبر سنه ۱۹۱۷)

از

جناب نواب حاجي محمد اسحاق خاں صاحب بہادر

سي ۰ ایس

آنریري سکرٹري مدرسة ال-ا.

علی گڈه

باهتمام

محمد مقتدی خان شرواني

انستي تیوتنا پرس علي گڈه میں طبع هوا

(اور صدر دفتر خسرو فنڈ واقع کالج سے شائع هوا)

سنه ۱۹۱۷ع

تبصرہ ثاني

متعلق

کارروائي ترتيب کليات حضرت امير خسرو دهلوي

(من ابتداے جنوري سنه ۱۹۱۶ ع لغايت دسمبر سنه ۱۹۱۷ ع)

بسم الله الرحمن الرحيم

ترتيب کليات حضرت امير خسرو رحمة الله عليه کے سلسله ميں ابتداے تحريک سے آخر دسمبر سنه ۱۹۱۵ع تک جو کچهه کام بن پڑا اُس کي مفصل روئداد ايک تبصره کي صورت ميں طبع هوکر هديه شايقين هوچکي هی — اُس تبصره ميں آغاز تحريک، سرکار آصفيه کي سرپرستي اور مالي امداد، تحقيق و تلاش تصانيف حضرت امير خسرو رحمة الله عليه، فراهمي تصانيف، بندوبست نقل نسخه جات مستعار، انتظام مقابله و تصحيح و تنقيد تصانيف فراهم شده اور اهتمام طبع کتب دستياب شده کا تذکره بالتفصيل درج هوچکا هی جو ارباب مذاق کے ملاحظه سے گذرا هوگا — اس تبصره کا انگريزي ترجمه بهي اس غرض سے طبع کراليا گيا هی که ممالک يورپ کے مستشرقين کو بهی اس تمام کارروائي کي تفصيلي اطلاع هوجائے *

۲ — قحط الرجال اور اپني قوم ميں فقدان مذاق علمي (جس کو علمي افلاس سے تعبير کيا جاسکتا هی) قديم فارسي لٹريچر سے (جو آج بهي مسلمانوں کا مايۂ ناز هی) اهل درس و تدريس کي بے تعلقي، اور جن کا تهوڑا بهت تعلق باقي ره گيا هی اُن کي عديم الفرصتي ، نيز اس پيش نظر قسم کے علمي مشاغل کا اُن ميں ولوله اور شوق نه هونا يهه ايسے موانع جمع هيں جن کي وجه سے کلام خسروي کي فراهمي ، ترتيب اور تصحيح و تنقيد کے کام ميں شروع سے آج تک قدم قدم پر حوصله شکن رکاوٹيں پيش آتي رهيں اور آرهي هيں — اس قدر عملي تجربه کے بعد ان مشکلات کي تفصيل قلمبند کرنا کچهه دشوار کام نهيں :

سر کنم شکوه اگر تاب شنيدن داري

سينه بشگافم اگر طاقت ديدن داري

مگر يهه سمجهه کر که جو باخبر حضرات اس کام کي اهميت اور دشواريوں کو پهچاننے والے هيں وه ان مشکلات سے خود هي خوب واقف هيں اور جو اصحاب اس کوچه سے ابهي ناواقف هيں وه کاغذ پر غير کي لکهي هوئي مشکلات کا صحيح اندازه کرنے سے معذور هيں ، ميں اس بحث کو بے سود سمجهکر قلم انداز کرتا هوں — يهه دراصل کسي غير کا شکوه نهيں هی؛ بلکه حقيقت ميں اپني زبان سے اپنا هي گله هی – خلاصه کلام يهه هی که مختلف نسخوں کا باهمي مقابله اور تصحيح و تنقيد کا کام بهت ديرطلب ثابت هوا - بنابرين کليات کي مجوزه جلدوں کي اشاعت ميں خلاف منشاء و اراده کے جو تاخير هوئي هی وه ناگزير تهي —

میرے جو جو کرم فرما اس کام میں عملاً شریک حال ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ کام کی رفتار کو تیز رکھنے اور اُس کو حتی‌المقدور جلد آگے بڑھانے میں توجہ اور سعی کا کوئی پہلو نظر انداز نہیں ہونے پایا — سال حال میں ترتیب کلیات کا جس قدر کام انجام پاسکا اس تبصرہ ثانی میں اُس کی تفصیل ارباب نظر کی خدمت میں پیش کرنا مقصود ہی *

۳ — سنہ ۱۹۱۴ ع و سنہ ۱۹۱۵ ع کی کارروائی کے متعلق جو تبصرہ لکھا گیا تھا اُس کی اول پانچسو کاپیاں ٹائپ میں طبع ہوئی تھیں — اس تعداد کا حصۂ کثیر آل انڈیا محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے اُنتیسویں اجلاس میں (جو بماہ دسمبر سنہ ۱۹۱۵ ع پونا میں منعقد ہوا تھا) تقسیم ہوا؛ اور اس کے باقی ماندہ نسخے پبلک کی اطلاع کے لیئے ملک کے تمام صوبوں کے اہل‌اخبار کی خدمت میں بہیجے گئے — چونکہ بعض اخبارات میں اس پر ریویو نکلے، لہذا اس کی مانگ شروع ہوگئی اور فوراً اُس تبصرہ کے دوسرے ایڈیشن نکالنے کی ضرورت ہوئی — دوسرا ایڈیشن خاص خاص احباب کی فرمایش پر لیتھو میں اُسی پانچسو کی تعداد میں طبع کرایا گیا — ہندوستان کی اُن تمام علمی سوسائٹیوں، قومی انجمنوں، لائبریریوں، کلبوں، اور ریڈنگ رومز وغیرہ میں جن کے نام معلوم ہوسکے اس کی متعدد جلدیں بہیجی گئیں — قریب تین سو نسخوں کے فرداً فرداً ایسے حضرات کی خدمت میں بہیجے گئے جنھوں نے یا تو خود ان کو مجھہ سے طلب کیا یا جن کا دوسرے علم دوست حضرات نے مجھے پتہ دیا اور جن سے توقع تھی کہ اِس کام

میں اُن کو دلچسپی ہوگی — بعض انگلستان کے مستشرقین کی خدمت میں بھی یہہ تبصرہ بھیجا گیا جنھوں نے متوقعہ ہمدردی اور دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے اس مفید کام کی مشکلات کے باوجود اس کی تکمیل کی تاکید اور تمنا کی *

۴ — انگلستان کے مستشرقین نیز ہندوستان کی سوسائٹیوں (خصوصاً بنگال کی رایل ایشیاٹک سوسائٹی) کی طرف سے تقاضا ہوا کہ اس نسخہ کا جس میں جملہ تصانیف خسروی پر تفصیلی تبصرہ ہی انگریزی میں ترجمہ ہونا چاہیئے تاکہ علمی جرنلز (Journals) میں اس کو شایع کیا جاسکے اور جو لوگ اُردو سے ناواقف ہیں وہ بھی اس سے مستفید ہوکر اس کام میں دلچسپی لے سکیں — چنانچہ اس تبصرہ کا انگریزی ترجمہ ہمارے کالج کے ہردلعزیز عربی کے پروفیسر اور انگلستان کے ہونہار مستشرق مسٹر سی اے اسٹوری صاحب کی نظرثانی کے بعد چھپ چکا ہی - صاحب موصوف نے نہ صرف نہایت غور و محنت کے ساتھہ ترجمہ پر نظر ثانی فرمائی ، بلکہ دوران طبع میں اس کے پروف بھی ملاحظہ اور صحیح فرماتے رہے جس کے لیئے میں اُن کا نہایت احسانمند ہوں *

۵ — میری دلی تمنا یہہ ہی کہ ہماری قوم کے شہرہ آفاق قدیم مصنفین کی تصانیف کی فراہمی اور حفاظت و اشاعت کا سلسلہ ایندہ برابر جاری رہے ، مگر ایسا ہونا یا تو حکومت کی توجہ سے ممکن ہی یا خود قوم کی توجہ برانگیختہ ہوکر اس طرف مصروف ہونے پر منحصر ہی - میں نے دوسری صورت نسبتاً زیادہ اختیاری سمجھکر تبصرہ

کي اشاعت کے ساتھہ ساتھہ بہت سے حضرات سے کلیات کے خریدار بننے کي استدعا کي اور اُن کي خدمت میں پہلے بھي عرض کیا تھا اور اب مکرر عرض کرتا ھوں کہ ایک قوم کي قومیت کي بقا اُس کے قومي لٹریچر کي بقا سے بہت کچھہ وابستہ ھی — فارسي لٹریچر ھندوستان کے مسلمانوں کي عزیز ترین میراث ھی، مگر افسوس ھی کہ وارثوں کي غفلت اور لاپروائي کي بدولت یہہ لازوال ترکہ اب اغیار کے قبضہ میں ھی اور ھم اس سے محروم ھیں- اس زمانہ میں ان علمي جواھر پاروں کے قدرشناس ملک میں خال‌خال باقي رہ گئے ھیں جن کي دلي تمنا یہہ ھی کہ یہہ کھوئي ھوئي دولت پھر بتدریج ھاتھہ آئے — ترتیب کلیات خسرو کي کوشش اسي سلسلہ کي ایک کڑي ھی جس کا مقصد ایک طرف علوم مشرقي کي بقا و حفاظت ھی اور دوسري طرف ان کے شایق طلبا کے لیئے ریسرچ یعني علمي تحقیقیات کي تحریک اور گویا اُس کا پیش خیمہ ھی — ریسرچ کا یہہ میدان نہایت وسیع اور فراخ ھی، اور یہہ کام نسلوں کا ھے نہ کہ افراد کا — بہرحال کام شروع ھوگیا ھے؛ لیکن اس کے جاري رھنے کا دار و مدار اس کام کے حامیوں کي تعداد پر ھے — ایسے مہتم بالشان کام یا تو سلطنت کے زیر حمایت انجام پاسکتے ھیں یا ملک کي مشترکہ توجہ اور مسلسل سرپرستي اُن کو درجہ تکمیل تک پھونچا سکتي ھے — علم کي قدردان زندہ قوموں کا یہہ دستور ھے کہ نادر اور نایاب تصانیف کي فراھمي اور اشاعت کے کام میں تمام پبلک فراخ حوصلگي کے ساتھہ مدد کرتي ھے اور اس قسم کي

کوششوں سے جو نسخے دستیاب ہوکر طبع ہوتے ہیں علم دوست حضرات ہاتھوں ہاتھ اُن کو خرید لیتے ہیں اور اس طرح کار پردازوں کو واقعی مصارف وصول ہوکر پھر دوسرے نسخوں کی تلاش اور اُن کے طبع و اشاعت کے وسائل بہم پہونچ جاتے ہیں — اور اس طریقہ سے بلا کسی غیر معمولی جد و جہد کے پرانی کمیاب تصانیف کے طبع و اشاعت کا ایک مستقل سلسلہ قایم ہوجاتا ہے — اسی طرح میں نے بھی خواہش کی تھی کہ علم دوست حضرات کی ایک معقول تعداد مصنفات مشاہیر کی مستقل خریدار بن جائے، جن کی تعداد کا لحاظ رکھتے ہوئے قلمی کتابوں کے نسخے طبع ہوا کریں ؛ اور اس جماعت کا ہر ممبر کتاب شایع ہونے کے وقت واقعی مصارف فی جلد کی شرح سے قیمت ادا کرکے کم سے کم ایک جلد خرید لیا کرے *

تحریک خریداری کرتے ہوئے اہل شوق کی سہولت کے لیئے میں نے ساتھ ہی ساتھ فرمایش خریداری کے مطبوعہ پوسٹ کارڈ بھی بھیج دیئے تھے جس میں کلیات کے کاغذ اور جلدوں کی نوعیت اور مدارج خوبی کے لحاظ سے تین قسم کی مجوزہ جلدوں کا فرق اور اُن کی مجوزہ قیمت بالترتیب پندرہ (۱۵) روپے، آٹھ (۸) روپے اور چار (۴) روپے فی جلد درج کردی تھی - چنانچہ میری اس استدعا کے جواب میں ڈیڑھ سو (۱۵۰) حضرات نے ہر سہ قسم کی جلد ہاے کلیات کی خریداری کا وعدہ فرمایا تھا - مگر تجربہ سے معلوم ہوا کہ جب سلسلہ کلیات کی پہلی جلد اِن حضرات کی خدمت میں بھیجی گئی تو بعض حضرات نے تو باوجود

درج شدہ فرمائش کے پارسل وصول کرنے سے انکار فرما دیا اور بعض صاحبوں نے بمقابلہ اول و دوم درجہ کی جلدوں کے تیسرے درجہ کی جلد خریدنا پسند فرمایا — اس قسم کی عدم توجہی سے اس صیغہ کو بجاے نفع کے نقصان پہونچتا ھے *

میرا یہہ خیال ھے کہ موجودہ جنگ کے بعد یورپ میں امن قایم ہونے پر قسم اول کی جلد ھائے کلیات کے قدرداں کافی مل جائیں گے — یہہ قسم خاصکر یورپ کی لائبریریوں کے لیئے تھوڑی تعداد میں تیار کرائی گئی ھے *

اس سلسلہ میں مولوی مظفر حسین صاحب سلیمانی رئیس شاہ آباد ضلع ھردوئی کا میں بہت شکرگزار ھوں — جناب موصوف نے اپنے احباب کے حلقہ میں خریداری کلیات کی تحریک کی جس کی بدولت بہت سے علم دوست حضرات اس طرف متوجہ ھوئے اور خریداران کلیات کی تعداد میں معقول اضافہ ھوا — آپ نے تلاش تصانیف خسروی کی غرض سے مختلف کتب خانوں کی نشان دھی کی اور ترتیب و طبع کلیات کے متعلق قابل قدر مشورے دیئے *

تلاش و فراھمی کلام خسروی

۹ — سنہ ۱۹۱۶ ع و سنہ ۱۹۱۷ ع میں بھی مثل زمانہ ماسبق تلاش و فراھمی تصانیف خسروی کا سلسلہ برابر جاری رھا — اثناے تحقیقات میں میرے اُس خیال کی تائید مزید ھوئی جو ماسبق تبصرہ میں میں نے ظاھر کیا تھا کہ تصانیف خسروی کی تعداد کے متعلق

تذکرہ نویسوں میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اُس کی خاص خاص وجوہ ہیں- منجملہ اُن کے ایک وجہ تو یہہ ہے کہ ایک ایک تصنیف کئی کئی ناموں سے موسوم ہے ، اور دوسرے یہہ کہ بعض دوسرے مصنفوں کی تصنیفات نامعلوم وجوہ کی بنا پر حضرت امیر خسرو سے منسوب ہوگئی ہیں- چنانچہ ایک کتاب " ابیات بحث " ہے جو پہلے تبصرہ میں منجملہ اُن تصانیف خسروی کے درج ہے جن کا ہنوز پتہ نہیں چلا - اس سال کی تحقیقیات کے دوران میں اس کا ایک نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے کتب خانہ میں مولوی رشید احمد صاحب کی نظر سے گزرا اور معلوم ہوا کہ بیت بازی کے لیئے بہ ترتیب حروف تہجی یہہ مختلف شاعروں کے اشعار کا مجموعہ ہے جس میں شاید خسرو کا کوئی شعر نہیں ہے *

اسی طرح ایک صاحب نے ایک کتاب "مقالات خسرو" کا پتہ دیا تھا کہ حضرت امیر خسرو کی یہہ تصنیف اُن کے پاس ہے — تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہہ مطلع الانوار کا دوسرا نام ہے - چوں کہ مطلع الانوار کا ہر باب ایک مقالہ سے تعبیر کیا گیا ہے کسی نے اس کا نام "مقالات خسرو" رکھہ دیا-پہلے تبصرہ میں "بحرالجواہر" نام ایک کتاب غیر دستیاب شدہ کلام خسروی کی فہرست میں شامل تھی — اس نام کا ایک نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانہ میں مولوی رشید احمد صاحب کے ملاحظہ سے گذرا تو حقیقت میں بحرالجواہر رسالہ بدیع العجائب کا دوسرا نام ثابت ہوا - اس کتب خانہ میں بدیع العجایب کے دو

نسخے تھے — ایک نسخہ میں اسے جامی کی تصنیف لکھا تھا اور دوسرے نسخہ سے اس کا مصنف حضرت امیر خسرو ہونا پایا جاتا تھا — اسی طرح عجب نہیں کہ کتب "مناقب ہند" اور "تاریخ دہلی" (جو پچھلی روئداد میں غیر دستیاب شدہ تصانیف خسروی لکھی جاچکی ہیں) یہہ مثنوی "قران السعدین" ہی کے دوسرے نام ہوں جس کا نام "مثنوی در تعریف دہلی" بھی پایا گیا ہے—ان حالات کا لحاظ کرتے ہوئے یہہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت امیرخسرو کی تصنیف سے جو جو کتابیں معلوم ہونے یا دستیاب ہونے سے رہ گئی ہیں اُن کی تعداد حقیقت میں زیادہ نہیں ہے *

سید ناصر علی شاہ صاحب بی اے وکیل لاہور نے مجھے توجہ دلائی تھی کہ نحو عربی کا مشہور رسالہ "مائۃ عامل منظوم" حضرت امیر خسرو نے نظم فرمایا ہے ، مگر اس کا کوئی ثبوت نہیں مل سکا—قاضی فتح محمد صاحب مجیٹھیا امرتسر نے لکھا تھا کہ اُن کے پاس ایک نسخہ " ہیر رانجھا " مصنفہ حضرت امیر خسرو موجود ہے— باوجود متواتر درخواستوں کے موصوف نے اصل نسخہ دیکھنے کے لیئے نہیں بھیجا ، مگر جو اقتباس اس کا بھیجا اس سے اس کتاب کا تصنیف خسروی ہونا نہیں پایا گیا *

آخر دسمبر سنہ ۱۹۱۵ع تک (یعنی جس زمانہ تک کی کارروائی شائع ہوچکی ہے) کلام خسروی کے ۵۳ نسخے فراہم ہوچکے تھے جن میں بعض تصنیفات کے کئی کئی نسخے شامل ہیں - ان کے علاوہ ریاست رام پور کے کتب خانہ میں ۱۸ نسخے دستیاب ہوئے جن سے نقل و مقابلہ

کي صورت میں استفادہ کي اجازت مل گئي تهي — سال حال میں ترتیب کلیات کے دفتر کو حسب ذیل نسخے اور بهم پهونچے جن سے همیں خود اپنے نسخوں کے مقابلہ اور تصحیح میں بہت کچهہ مدد ملي اور مل رهي هے*

قیمتاً خریدے گئے : (۱) قران السعدین کا ایک پرانا مطبوعہ نسخہ (از رام پور) (۲) نسخہ نہ سپہر قلمي از دهلي بتوجہ جناب شیخ بشیر الدین صاحب رئیس میرٹهہ (۳) نسخہ قلمي مثنوي عشیقہ و (۴) نسخہ قلمي دیوان خسرو — یہہ دو نادر قلمي نسخے لکهنؤ کے ایک تاجر کتب سے لیئے گئے — حضرت امیر خسرو کی سوانح عمري پر روشني ڈالنے نیز مقابلہ کلام کي غرض سے (٥) دیوان حسن کي ضرورت تهي، جس کا سخت تلاش کے بعد لکهنؤ کے ایک تاجر صاحب کے پاس پتہ لگا اور یہہ نسخہ اُن سے خرید لیا گیا (۶) سید میر تقي صاحب نے هوٹل لشکر (گوالیار) سے ایک قلمي نسخہ دیباچہ غرۃ الکمال کا بذریعہ ڈاک میرے پاس بهیجا تها جو دفتر میں موجود هے — اس کي خریداري کے متعلق میں نے مراسلت کرنا چاها، مگر اس نسخہ کے مالک هوٹل سے روانہ هوچکے تهے اور جو خطوط بهیجے گئے وہ اُن کا آیندہ پتہ معلوم نہ هونے کي وجہ سے دفتر میں واپس آگئے اور شامل مسل هیں *

جناب محمد مولوي حبیب الرحمن خاں صاحب شرواني رئیس حبیب گنج ضلع علي گڈہ نے دوران سال میں اپني لائبریري سے ذیل کے نسخے مستعار مرحمت فرمائے : (۷) نسخہ قلمي نہ سپہر (۸)

خزاین الفتوح (۹) مثنوی عشیقه *

سید حامد شاہ صاحب نے اپنے والد ماجد حضرت محمد شاہ صاحب محدث رام پور کے کتب خانہ سے مستعار عنایت کیئے :

(۱۰) هشت بہشت (۱۱) مجنوں لیلی مطبوعہ ٹائپ *

مولانا خلیل الرحمن صاحب نے سہارنپور سے اپنا نسخہ (۱۲) هشت بہشت ارسال فرمایا *

خود میرے کتب خانہ سے ایک نسخہ (۱۳) قران السعدین کا برآمد ہوا *

قران السعدین کی تصحیح و تنقید میں مدد ملنے کی غرض سے (۱۴) شرح قران السعدین کی ضرورت تھی جس کا ایک قلمی نسخہ مصنفہ ملا نور الحق صاحب محدث دہلوی کتب خانہ مظاهر العلوم سہارنپور میں موجود تھا - مولوی عبداللہ خان صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل سہارنپور کی توجہ سے یہہ اصل نسخہ قلیل مدت کے لیئے میسر آگیا جس کی نقل دفتر کلیات نے لیکر اصل نسخہ واپس بھیجدیا *

رام پور سے جناب مولوی حافظ احمد علی خاں صاحب افسر کارخانجات ریاست نے (۱۵) دیباچہ نصاب بدیعی نوشتہ مولوی محمد شریف صاحب متوطن سواد لکھنؤ کی ایک نقل عنایت کی *

۷ — جناب حکیم حبیب الرحمن خاں صاحب طبیب نواب صاحب ڈھاکہ نے (جنہوں نے امسال ترتیب کلیات کے متعلق نہ صرف پیہم مراسلت اور مفید مشوروں سے اس کام میں اپنی گہری دلچسپی کا ثبوت دیا بلکہ تلاش و فراهمی کلام خسروی میں مجھے شروع سے اب تک مدد دیتے رهے

ھوں اپنے کتب خانہ سے مجھے چار نسخے مرحمت فرمائے : (۱۶) قصاید خسرو (۱۷) قران السعدین مطبوعہ مطبع رضوی (۱۸) مجنوں لیلی (۱۹) دیوان خسرو — آپ نے بدقت تمام کتب خانہ نواب صاحب ڈھاکہ سے (۲۰) دیباچہ وسط الحیوۃ اپنے صرف سے نقل کراکے عنایت کیا اور کتب خانہ میں جس قدر (۲۱) قصاید حضرت امیر خسرو کے موجود تھے اُن سب کے مطلعوں کا ایک ایک مصرعہ نقل کراکے بھیجا، تاکہ مقابلہ سے کسی جدید قصیدہ کا بہ آسانی پتہ چل سکے- آپ نے حال میں (۲۲) ایک نسخہ مجموعہ فخری خریدا ھے جس میں حضرت امیر خسرو اور دیگر مشاھیر شعراء کا کلام نقل کیا گیا ھی- اس مجموعہ سے حضرت امیر خسرو کے کلام کا مقابلہ دیگر شعراء سے کرنے میں چوں کہ مدد ملنے کی اُمید تھی، لہذا موصوف نے میری فرمایش پر یہہ نسخہ بھی مستعار عنایت فرمادیا ھے — کتب خانہ ڈھاکہ میں ھندی پہیلیوں کا ایک مجموعہ موجود تھا — اس ضخیم مجموعہ میں سے (۲۳) حضرت امیرخسرو کی پہیلیاں منتخب کرکے اُن کی نقل حکیم صاحب نے مجھے بھیجدی ھے — حکیم صاحب نے مقامی تلاش پر کفایت نہیں کی بلکہ مہاراجہ صاحب بردوان اور نواب صاحب مرشدآباد کے کتب خانوں میں بھی تلاش کلام کی تحریک کرائی — مگر افسوس ھے کہ ان میں کسی قابل ذکر تصنیف کا پتہ نہ چلا — نواب صاحب ڈھاکہ کے کتب خانہ میں تقریباً سو صفحات کی ایک " بیاض خسرو و حسن " کی موجود ھی جس میں چیدہ چیدہ غزلیں حضرت امیر اور اُن کے ھم عصر دوست کی درج ھیں- میں نے

حکیم صاحب سے عرض کیا تھا کہ یا تو براہ مہربانی ڈھاکہ کے کسی کاتب سے غزلیات خسروی کی نقل کراکے عنایت فرمائیں ؛ اور اگر اقتباس و نقل کا سردست بآسانی وہاں انتظام نہوسکے تو میں کسی محرر کے بھیجنے کا انتظام کردوں — مگر اس کا مجھے باوجود یاد دہانیوں کے اب تک کوئی جواب نہیں ملا — حکیم صاحب نے دوران مراسلت میں مجھے توجہ دلائی تھی کہ حضرت امیر خسرو کے کمال موسیقی پر کسی ماہر فن سے نوٹ لکھاکر حضرت کی سوانح عمری میں اضافہ کردیا جائے — میں نے اس بارہ میں بہت مراسلت کی ، مگر کوئی صاحب ایسا نوٹ لکھنے پر آمادہ نہیں ہوئے *

۸ — مولوی محمد ریاض حسن صاحب رئیس رسول پور ضلع مظفر پور (جن کا ذکر خیر میں شکر گذاری کے ساتھہ پہلے تبصرہ میں بھی کرچکا ہوں) امسال بھی اس کام میں اپنی مسلسل توجہ سے مجھے ممنون فرماتے رہے ہیں — آپ نے دواوین خسروی کی بیشمار غزلیات کو دیوانوں کے مختلف نسخوں میں مقابلہ کے وقت باسانی تلاش کرنے کی غرض سے نہایت محنت سے غزلیات کے انڈکس کا خود ایک نمونہ مرتب کرکے مجھے بھیجا جس میں ردیف وار تمام غزلیات کے مطلعے بہ ترتیب حروف تہجی لکھے گئے ہیں — چنانچہ آپ کے اس بیش قیمت مشورہ پر عمل کیا گیا جس کا تذکرہ آگے آئیگا *

جناب موصوف نے اپنے ایک دوست مولانا حافظ حسام الدین محمد صاحب رئیس پٹنہ کا ایک نسخہ (۲۴) دیوان وسط الحیوۃ کا مستعار لیکر

مجھے مقابلہ و صحت میں مدد دینے کے لیئے بھیجا- نیز آپ نے رسالہ نصاب بدیعی کی (جو چھپ کر تیار ھی) کاپیاں ملاحظہ فرمائیں اور اپنے کتب خانہ کے نسخہ کی مدد سے کاپیوں کی تصحیح فرمائی اور جابجا مفید نوٹ اضافہ کیئے- آپ نے میری درخواست پر براہ مہربانی کتب خانہ بانکی پور کا معائنہ فرماکر مجھے بعض دیگر مصنفین کی تصنیفات کے موجود ھونے کا پتہ دیا جن کی مجھے تلاش تھی اور کتب خانہ بانکی پور سے تصانیف خسروی کی نقل حاصل کرنے کے بارہ میں نہایت مفید مشورے دئے - حسن اتفاق سے آپ کی ملاقات بانکی پور میں مولوی عبدالمقتدر خاں صاحب سے ھوئی جنھوں نے کتب خانہ بانکی پور کی اُس مشہور فہرست کو مرتب کیا ھی جس کو لا علمی کی وجہ سے میں نے پہلے تبصرہ میں مرتبہ ڈاکٹر ڈنیزن راس صاحب لکھا تھا - مولوی عبدالمقتدر خاں صاحب کے حوالہ سے مولوی محمد ریاض حسن صاحب نے مجھے اطلاع دی کہ بوڈلین لائبریری کے کتلاگ میں حضرت امیر خسرو کی دو ایسی تصنیفات کے نام درج ھیں جن کا اور تذکروں میں ذکر نہیں ؛ ایک ''روح العاشقین'' اور دوسری ''منطق العشاق'' - ان کی بابتہ یہہ گذارش ھی کہ یہہ دونوں کتابیں حضرت امیر نے بطور ضمیمہ خمسہ لکھی تھیں ؛ چنانچہ بانکی پور کے کتب خانہ میں بوڈلین لائبریری کی جو فہرست کتب موجود ھی اُس میں ان دونوں تصانیف کے نام درج ھیں — مگر افسوس ھی کہ ان تصانیف کا نہ تذکروں میں ذکر ھی نہ ھندوستان کی کسی لائبریری میں ان کا کوئی سراغ لگ سکا *

مولوی محمد ریاض حسن صاحب کے صرف ایک نوازش نامہ کی نقل میں ضیافت طبع ناظرین کے لیئے ذیل میں درج کرتا ہوں جس سے آپ کا ذوق سخن اور وسعت مطالعہ کا تیز ترتیب کلیات کے سلسلہ میں بہ نظر تحقیق جومراسلت ہوتی ہی اُس کی نوعیت کا کچھہ اندازہ ہوسکے گا — آپ لکھتے ہیں :

" دو مکرمت نامے مرۃ بعد اُخری شرف ورود لائے - ممنون توجہات ہوا - بحرالابرار بے شبہ حضرت امیر خسرو کی ایک تصنیف ہی ، لیکن وہ مثنوی نہیں بلکہ ایک معرکۃ الارا قصیدہ ہی — اُس میں معارف و حقائق کا بیان اور اس امر کا التزام ہی کہ ہر شعر میں دعوے اور اُس کے ساتھہ دلیل ہو — اُس کے بعض اشعار یہہ ہیں :

کوس شہ خالی و بانگ غلغلش درد سرست
ہر کہ قانع شد بہ خشک و تر شہ بحر و برست

تا زہر بادے نجنبی پا بدامن کش چو کوہ
کادمی مشت غبار و عمر باد صر صر ست

مرد پنہاں در گلیمے بادشاہ عالم ست
تیغ خفتہ در نیامے پاسبان کشور ست

راست رو را خضر رہ کن گرچہ زن باشد کہ خضر
چوں بہ ظلمت گم کند رہ ما دیانش رہبرست

در تصوف رسم جستن خندہ برخود کردن ست
در تیمم مسح کردن خاک کردن بر سرست

گر تو سربازي چه حاجت خرقۂ رنگین بدوش
شیر را در حمله نے برگستوان نے مغفرست

راهرو چوں در ریا کوشد مرید شهوت ست
بیوه زن چوں رخ بیار آید به بند شوهر ست

نفس خاک تست هر گہہ نور بالا برتو تافت
سایه زیر پا شود هرگه که بر تارک خور ست

عاشقي رنج ست و مرداں را بسینه راحت ست
سلسله بند ست و شیراں را بگردن زیور ست

کار اینجا کن که تشویش ست در محشر بسے
آب ازینجا بر که در دریا بسے شور و شر ست

ناکس و کس هر که حرص مال دارد دوزخي ست
عود و سرگیں چوں که در آتش فتد خاکستر ست

بهر ایں مردار چندے گاه زاري گاه زور
چوں غلیوازے که شش مه مادۂ و شش مه نرست

" اس قصیده کا جواب اکثر شعرا نے لکھاهے ازانجمله حضرت جامي کا قصیده موسوم به "لجة الاسرار" و "حجة الاحرار" هے- چنانچه وه فرماتے هیں:

جامي احسنت ایں نه شعراز باغ رضواں روضه ایست
کاندرو هر حرف ظرفے از شراب کوثر ست

در سواد خط ان انوار حکمت مختفي ست
هر شب تاریک آبستن بصبح انور ست

همچو فکر بحر خسرو زادہ هست از لطف طبع

در کمال خوبی این یک خواهر آں خواهر ست

اے بسا خواهر که با خواهر چو گردد جلوہ گر

در جمال اکبر بود هر چند در سال اصغر ست

لجة الاسرار گر سازم لقب آں را سزا ست

زانکه از اسرار دیں بحرے لبالب گوهر ست

حجة الاحرار گر هم ضم کنم با آں روا ست

زانکه بر مطلوب هر آزادہ حجت گر ست

اور امیر علی شیر نے بھی اُسی قصیدہ بحرالابرار کا جواب لکھا ھے جو سب جوابوں سے بہتر شمار کیا جاتا ھے — دولت شاہ سمر قندی نے بھی امیر نظام الدین علی شیر کے احوال میں بحرالابرار اور امیر علی شیر کے جواب کا ذکر کیا ھے - چنانچہ وہ لکھتے ھیں :

" ودر جواب قصیدہ بحرالابرار از خواجه خسرو دهلوی این امیر کبیر را قصیدہ غرا ست و گمان مولف چناں ست که این جواب بر اجوبۂ دیگراں فضل دارد :

آتشین لیلی که تاج خسرواں را زیور ست

اخگرے از بہر خال خام پختن درسر ست

اگرچه خواجه خسرو مقدم و صاحب فضل ست و در بحرالابرار معارف و حقائق و خیالات دقیقه اونزد عارفاں مکرم و مقرر است - امااین امیر کبیر داد معانی دادہ و در شاعری و سخن پروری و نمودن خیال خاص تقصیرے نکردہ : "

این هست جوابے نه کم از گفتهٔ خسرو

بل کاین دو سخن خوبتر از یک دگر افتاده"

انتهی بلفظه - میرا خیال یهه هے کہ جس انگریزی تذکرہ میں آپ نے بحرالابرار کا ذکر دیکھا هے وہ اسی قصیدہ بحرالابرار کا ذکر هے — صاحب تذکرہ نے مثنوی کا لفظ غلط لکھا هے اور اس میں بهی غلطی کی هے کہ امیر علی شیر کے جواب کا نام بجاے تحفة الافکار کے تحفة الاسرار لکھا هے — تحفة الاسرار کا لفظ کسی قدر بے جوڑ بهی هے — علاوہ بریں امیر علی شیر کا خود یهه شعر شاهد هے :

تحفة الافکار اگر سازم لقب او را روا ست

تحفه چوں نزدت ز بحر فکرتم ایں گوهرست

غالبًا انگریزی تذکرہ کے مصنف کی اس غلطی کی وجه تذکرہ مرات الخیال کی یهه عبارت هے "و ایں چند بیت از قصیدہ ایست که در جواب قصیدهٔ بحر الاسرار امیر خسرو گفته به تحفة الابرار موسوم ساخته است" — مگر اس عبارت سے ایک اور شبهه هوتا هے کہ حضرت امیر خسرو کے قصیدہ کا نام بحرالابرار یا بحرالاسرار — ظاهرا بحرالاسرار کی ترکیب چست هے ، لیکن اکثر تذکروں میں بحرالابرار پایا هے اور غالبًا یهه تذکرہ مراة الخیال کے صحیح نسخه میں بهی بحرالابرار هی هوگا — مطبوعه نسخه میں چھاپه کی غلطی سے بحر الاسرار چهپ گیا هے - کیونکه تذکرۂ دولت شاہ اور شعرالعجم مصنفه مولانا شبلی نعمانی اور اُس انگریزی تذکرہ میں (جس کا ذکر آپ نے اپنے والانامه میں کیا هے) بحرالابرار هی هے*

بهرحال بحرالابرار (جس کا جواب امیر علي شیر ترک نے لکھا هے) مثنوي نهیں هے، قصیده هے – حضرت امیر خسرو اکثر قصیده کا نام رکھه دیتے هیں اور اصحاب تذکره اُس کا ذکر اُسي مخصوص نام کے ساتھه کرتے هیں- چنانچه حضرت امیرخسرو کي ایک تصنیف "در یاق ابرار" هے- یهه بهي ایک قصیده کا نام هے — کشف الظنون من اسامی الکتب والفنون میں اس تصنیف کا ذکر هے – کشف الظنون کي عبارت یهه هے:

"در یاق ابرار فارسي منظوم لمیر خسروالدهلوي المتوفی سنه ۷۲۵ هجري خمس و عشرین وسبعمائة الخ – (دراق و دریاق و درياقه بالکسر و بفتحتان تریاق وصے ۲۲ منتهی الارب)- تجنیس اللغات کے جس قطعه پر مجهے شبهه هوا تها اب اُس پر یقین هوگیا که وه قطعه حضرت امیر خسرو کا نهیں هے، بلکه حضرت جامي کا هے — اس قطعه کا کوئي شعر بلکه کوئي مصرعه نصاب مثلث اور نصاب بدیع العجائب میں نهیں ملتا – علاوه بریں غور کرنے سے یهه معلوم هوا که اس قطعه کے خاتمه پر لفظ "خسرو شیریں زبان" نهیں بلکه "خسرو شیریں بیان" هے اس لئے تخاطب بهي صحیح هوجاتا هے *

نه سپهر کا خیال رکهوں گا اگر کهیں سے نسخه کا پته چلا تو انشاءالله اطلاع دوں گا" *

اس مراسله کے جواب میں مولانا رشید احمد صاحب پروفیسر مدرسة العلوم علي گڈه کے مشوره سے جو خط دفتر سے بهیجا گیا اُس کا اقتباس اس موقع پر نقل کردینا بر محل هوگا *

" حضرت امیر خسرو کے اس قصیدہ کا نام دریائے ابرار ہے- یہہ غرۃ الکمال کا چوتھا قصیدہ ہے — اس کے خاتمہ میں حضرت امیر فرماتے ہیں :

هم درین شعر یکه شد دریاے ابرارش خطاب

ژرف بین تا ابر دریا بار چندش در بوست

شاید اسي لفظ کا ترجمہ کسي نے بحر الابرار کردیا ہوگا — کشف الظنون میں جو دریاق الابرار ہے یہہ ترکیب مہمل ہی - امیر خسرو اپني تصنیف کا یہہ نام تجویز نہیں کرسکتے تھے — گمان غالب بلکہ قریب بہ یقین ہے کہ چھاپہ کي غلطي سے بجاے (ي) کے (ق) چھپ گیا ہے"*

یہہ تبصرہ بغرض طبع مطبع کو جارہا تھا کہ عین اُس وقت معلوم ہوا کہ کتب خانہ خدیویہ القاہرہ (مصر) کي مطبوعہ فہرست میں حضرت امیر خسرو کے اسي قصیدہ کا نام حجۃ الاحرار لکھا ہوا ہے، جو حقیقت میں جامي کے جوابي قصیدہ کا لقب ہے، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا *

۹ — ایشیاٹک سوسائٹي بنگال کے کتب خانہ میں " خالق باري " کا ایک قلمي نسخہ موجود تھا - معاوضہ دیکر (۲۵) خالق باري کے اس نسخہ کي نقل حاصل کي گئي - مطبوعہ نسخوں سے مقابلہ کیا گیا تو قلمي نسخہ کي ترتیب مطبوعہ نسخوں سے بالکل مختلف تھي — مطبوعہ نسخوں میں جدا جدا قطعات ہیں - مگر قلمي نسخہ میں اشعار بلا لحاظ اوزان مسلسل ہیں، اور اس وجہ سے مقابلہ میں نہایت دقت

پیش آئي - قلمي نسخه میں بعض شعر ایسے هیں جو مطبوعه نسخوں میں نہیں هیں اور اس لیئے ترتیب کلیات خسرو کے سلسلہ میں خالق باري کا جو اڈیشن تیار ہوا ہے اُس میں یہہ اشعار آخر میں بطور ضمیمہ کے اضافہ کردئے گئے هیں - خالق باري کے مطبوعہ نسخے عموماً سب غلط هیں — ان میں کاتبوں اور مصححوں نے اتنا تصرف کیا ہے کہ بعض مقامات تو سمجھہ میں نہیں آتے - مولوي محمد امین صاحب عباسي اسسٹنٹ لائبریرین محمدن کالج نے (جو علاوہ عربي اور فارسي علوم سے واقف ہونے کے سنسکرت زبان بھي جانتے هیں) اس نسخه کي صحت میں بہت مدد دي- آپ نے هندي اور سنسکرت الفاظ کي علیحدہ ایک عمدہ اور واضح فرهنگ مرتب کردي ہے جو بخط ناگري طبع کراکے اصل کتاب کےساتھہ شامل کردي گئي ہے-اس طرح صحیح الفاظ اب محفوظ ہوگئے هیں- اس سلسلہ میں مولوي صاحب موصوف نے خالق باري اور حضرت امیر خسرو کے هندي کلام پر نہایت دلچسپ تبصرہ بھی لکھاہے جو زیر طبع ہے *

۱۰ — اگست سنه ۱۹۱۹ ع میں مولانا رشید احمد صاحب پروفیسر کالج نے جو ترتیب کلیات کے سلسلہ میں مقابلہ و تصحیح و تنقید نگاري کے کام میں مصروف هیں میري فرمایش پر تلاش کتب کي غرض سے بانکي پور اور کلکته کا سفر اختیار کیا جس کے دوران میں موصوف نے بانکي پور لائبریري اور کلکته کي امپیریل لائبریری اور ایشیاٹک سوسائٹي بنگال کي لائبریري اور مختلف پرائیویٹ لائبریریوں کا معائنہ کیا-

کتب خانہ بانکي پور میں مولانا صاحب کو منجملہ تصنیفات خسروی کے نو نسخے ملے یعني مجموعہ سہ دیوان (تحفۃ الصغر ، غرۃ الکمال ، و نہایۃ الکمال) اور مطلع الانوار ، قران السعدین ، مثنوي عشیقہ ، دیوان امیر خسرو ، دیوان نہایت الکمال – میں نے مولوي صاحب موصوف کے معرفت نیز براہ راست جناب مولوي ابوالحسن خاں صاحب سکرٹري و لائبریرین کتب خانہ بانکي پور کي خدمت میں مقابلہ و تصحیح کي غرض سے ان نسخوں کے طلب کرنے کي تحریک کي - جناب موصوف نے اطلاع دي کہ کتب خانہ کا قانون نہایت سخت ھے اور بلا اجازت کمیٹي کے خصوصاً قلمي کتابیں باھر نہیں جاسکتیں – اس لئے آیندہ ماہ نومبر سنہ ۱۹۱۹ ع میں آپ کي تحریک کمیٹي میں پیش کرکے کتابیں آپ کو مستعار دئے جانے کي کوشش کرونگا – چنانچہ میرے عریضہ کے جواب میں ۲۷ نومبر سنہ ۱۹۱۹ ع کو صاحب موصوف نے مجھے اطلاع دي کہ منیجنگ کمیٹي نے کتاب مطلع الانوار کي بابتہ تو یہہ فیصلہ کیا ھے کہ یہہ نسخہ بوجہ اشتمال تصاویر نفیسہ و بیش بہا کے لایق انتقال نہیں؛ البتہ بقیہ کتابوں میں سے ایک کتاب ایک وقت میں مستعار دئے جانے کي اجازت دیدي – چنانچہ کمیٹي کے اس فیصلہ کے مطابق سب سے اول (۲۹) خمسہ خسروي جو وصول ھوا اُس سے مقابلہ و تصحیح کا کام لیا گیا —— یہہ مذھب و مطلا نسخہ نہایت ھي نادر الوجود ھے- مگر افسوس ھے کہ اس کي صحت پر جتنا اعتماد تھا وہ تفصیلي مقابلہ کے وقت پورا نہ ھوا -

اس کی واپسی کے بعد بانکی پور سے مجموعہ ہرسہ دیوان طلب کیا گیا جس سے اب مقابلہ و صحت کا کام لیا جارہا ھے *

۱۱ — مدرسۃالعلوم علی گڈہ کے شیدائی اور پرانے طالبعلم ڈاکٹر سید محمود صاحب بیرسٹر ایٹ لا کو (جو بانکی پور میں مقیم ھیں) ترتیب کلیات کے کام میں ابتدا سے دلچسپی رھی ھے - آپ نے اپنا قلمی نسخہ (۲۷) افضل الفوائد مجھے عنایت فرماکر ارشاد کیا ھی کہ دفتر کلیات خسرو جب اس نسخہ سے فائدہ اُٹھاچکے تو اُس وقت موصوف کی طرف سے یہہ نسخہ کالج کی لٹن لائبریری کو ھدیتاً پیش کردیاجاوے - سید محمود صاحب نے براہ مہربانی اور نسخوں کی تلاش اور فراھمی کا بھی وعدہ فرمایا ھے *

۱۲ — میرے کرم فرما خاں صاحب مولانا سید احمد صاحب دھلوی مولف فرھنگ آصفیہ نے مجھے پتہ دیا تھا کہ دھلی میں خان بہادر پیرمظفر احمد خاں صاحب ڈپٹی کلکٹر پنشنر کا کتب خانہ ایک کثیرالتعداد نادر قلمی اور مطبوعہ نسخوں پر مشتمل ھے جس میں حضرت امیر خسرو کا ایک بے نقط دیوان شامل ھے — نیز مجھے پتہ لگا تھا کہ دھلی کے کسی کتب خانہ میں ایک کتاب موسوم بہ ' شش جہت ' موجود ھے جو پانچ کالموں میں لکھی ھوئی ھے جس کو ایک رخ سے پڑھو تو نظم میں ایک قصہ ھے، اور دوسرے رخ سے پڑھنے سے نثر میں ایک کہانی بن جاتی ھے - اسی طرح یہہ کتاب چھہ طرح سے پڑھی جاتی ھے اور ھر طریقہ سے جدا مضمون پیدا ھوتا ھے - یہہ کتاب حضرت امیر خسرو سے منسوب تھی اور مجھے عرصہ سے اس کے دیکھنے کی تمنا تھی - مجھے توقع ھوئی کہ

یہہ کتاب بھی غالباً پیر مظفر احمد خاں صاحب کے کتب خانہ میں ہوگی - چنانچہ میں نے بذریعہ مراسلت جناب موصوف کی خدمت میں سلسلہ جنبانی کی - آپ ایک نہایت متواضع اور خلق مجسم بزرگ ہیں - اور آپ نے میری استدعا پر اپنے کتب خانہ کے معائنہ کی اجازت دیدی - مولوی محمد حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی رئیس حبیب گنج (جو قدیم نسخوں کے بہت ہی شایق ہیں اور ان کے معاملہ میں بصیرت تامہ رکھتے ہیں) اس کتب خانہ کے معاینہ کے شوق میں دہلی تشریف لے گئے اور مولوی رشید احمد صاحب پروفیسر کالج بھی آپ ہمراہ گئے - مگر بدقسمتی سے اس وقت پیر صاحب اپنے وطن مالوفہ کو تشریف لے گئے تھے - لہذا جناب ممدوح سے تو اس موقع پر ملاقات نہ ہوسکی ، البتہ دریبہ میں کتابوں کا ایک ذخیرہ جو ایک کایستھ صاحب کے یہاں معرض بیع میں تھا ، اُس کے معائنہ کا موقع مل گیا - اس ذخیرہ میں صرف دو کتابیں قابل ذکر پائی گئیں جن کی بابتہ مولوی رشید احمد صاحب نے مجھے اطلاع دی کہ ایک قلمی نسخہ تو دیوان "عناصر خسرو" کا تھا جس میں چاروں دیوانوں کا انتخاب ہے - لیکن یہہ نسخہ بالکل ناقص تھا - اس لیئے کہ اول و آخر سے بہت سا حصہ ضایع ہوچکا تھا - دوسری کتاب وسط الحیوۃ معلوم ہوتی تھی جس میں سے شروع کے اوراق ضایع ہوگئے تھے - چوں کہ دونوں کتابیں ناقص تھیں اور قیمت بہت زیادہ طلب کی گئی ، اس لیئے معاملہ نہ بن سکا - کتاب شش جہت کا ایک نسخہ دہلی میں بابو پارس داس صاحب کی مہربانی سے مولوی رشید احمد صاحب کو

دیکھنے کے لیئے مل گیا — اس کتاب میں بعینہ وهي صفات موجود هیں جو اوپر مذکور هوئے — لیکن افسوس هے کہ یہہ حضرت امیر خسرو کي تصنیف نہ تھي ، بلکہ بارهویں صدي هجري کے ایک هندو ادیب کی تصنیف هے ، جس کے دیباچہ میں لکھا هے کہ "هندو ادیبوں اور شاعروں پر الزام هے کہ ایجاد صنائع و اختراع بدائع پر اُن کو قدرت نہیں هے — اس الزام کو دور کرنے کے لیئے میں نے یہہ کتاب لکھي هے" — اس کتاب کي مصنف کا نام روپ نراین هے — یا تو یہي شش جہت امیر خسرو (رح) کي طرف غلطي سے منسوب هوگئي ، یا ممکن هے کہ اس قسم کي کوئي کتاب حضرت امیر خسرو کی بھي هو *

پیر مظفر الدین احمد خاں صاحب کے کتب خانہ سے چونکہ استفادہ باقي تھا اس لیئے میں نے بماہ جنوري سنہ ۱۹۱۷ ع مسٹر سید حسن صاحب برني بي اے سپرینٹنڈنٹ مسلم یونیورسٹي آفس کو (جو ایک صاحب استعداد ، وسیع تاریخي اطلاع اور فارسي لٹریچر کا گہرا مذاق رکھنے والے نوجوان هیں اور مختلف نسخوں کے مقابلہ اور تصحیح اور تیاري انڈکس دواوین کے کام میں ایک عرصہ سے مجھے مدد دے رهے هیں) میں نے دهلي بھیجا — چنانچہ پیر صاحب ممدوح کي عنایت سے (۲۸) "بے نقط دیوان" مستعار مل گیا جس کا اوپر ذکر گذرا — یہہ سوا سو صفحہ پر مشتمل هے جس کے آخر میں یہہ عبارت درج هے : "تمت تمام شد روز یکشنبہ چہار گھڑي روز ماندہ درکترہ مرحوم و مغفور قاضي محمد افضل دردار السلطنت لاهور بتاریخ هفتم شہر ربیع الاول دیوان بے نقط تصنیف

حضرت حقایق و معارف آگاہ غفران پناہ حضرت امیر خسرو کہ بجہت حفظ نقط 'مادح' تخلص قرار دادند در سنہ ۱۱ محمد شاہ بادشاہ غازی بجہت پاس خاطر سعادت مند کام گار محمد خان طول اللہ عمرہ بخیروعافیت تحریر یافت''۔ اس دیوان میں غزلیات کے علاوہ رباعیات و قطعات بھی ہیں — حمد و نعت اور منقبت آل اطہار کے علاوہ مدح و پند اور صوفیانہ خیالات کے مضامین پر طبع آزمائی کی گئی ہے۔ مثلاً دوسری غزل یوں شروع ہوتی ہے :

الٰہا محمد کہ محمود ما * رسول و کرمگار و مودودما

کلام اللہ آمد مکمل و را * کمال عطا کردہ و سود ما

محامد کہ رو آورد در احد * دھد احمدم کام موعود ما

ان اشعار کے بعد یہہ شعر ہے جس میں اس غزل کے معما ہونے کو ظاہر کیا گیا ہے :

معما ھمہ سہل گردد اگر * دمادم رسد رحم محدود ما

اس کلام کی چند دیگر مثالیں مشتے نمونہ از خرواری یہہ ہیں :

(۱) حال دردم را اگر دلدار گردد مطلع

داد داور در ھمہ اطوار گردد مطلع

ھر سحر در مہر او دل را دھم گل لالہ وار

ماہ رو کو مادحا درکار گردد مطلع

(۲) مادحا ھرکہ امد اھل سلام * کرد او را احد روا ھر کام

راہ اِسلام سو دھد ھر کو * در دو عالم رسد ورا آرام

(۳) اگر کرد حاسد حسد مادحا * دهد مالک الملک او را صداع
همه درد او آمده لا دوا * دل و روح را دردم آرد و داع
(۴) داد مادح را صمد ادراک دور آمد * مطلع الاسرار در ماه محرم درد هم
داد را مسموع سامع دار مطلع را همه * کرده همواره هر که سمع هر حساد هم
(۵) کردم رسالہ در الم و درد لا دوا * هر اهل درد در رسد آورم دعا
(۶) مهر مهرو در دل ما کار کرد * درد و سه مه مطلع الاسرار کرد

زبان ، خیالات ، اور الفاظ کی بندشوں سے صاف ظاہر ھے کہ اس کا ایک لفظ بھی خسرو معانی کی طبع آزمائی کا نتیجہ نہیں سمجھا جاسکتا۔ سوائے کاتب کے دعوے کے کوئی داخلی و خارجی شہادت نہیں ھے جس کی بنا پر یہہ دیوان حضرت امیر خسروؒ سے منسوب کیا جاسکے یہی دیوان سنہ ۱۸۸۲ ع میں نولکشور نے منشی کامتا پرشاد صاحب کی فرمایش پر " دیوان بے نقط جامی " کے لقب سے شایع کیا تھا جس کے دیباچہ میں اس کو جامی کا کلام بتلایا گیا ھے۔ اس مطبوعہ دیوان کے آخر میں ایک بے نقط قطعہ درج ھے جس سے تصنیف کی تاریخ سنہ ۱۰۰۵ ھجری ثابت ھے ، جس سے وہ نہ خسرو کا کلام رھتا ھے نہ جامی کا — بلکہ گیارھویں صدی کے آغاز میں کسی تیسرے بزرگوار متخلص بہ مادح کی طبع آزمائی کا نتیجہ معلوم ھوتا ھے " *

علاوہ دیوان بے نقط کی پیر صاحب موصوف کے کتب خانہ سے کی ایک ضخیم (۴۹) مجموعہ غزلیات امیر خسرو کا بھی ملا — جس میں بہت سی غزلیں نئی معلوم ھوتی ھیں — اس کی کل تعداد صفحات

۷۳۴ ھے اور تخمیناً ایک ہزار سے زیادہ غزلیں ھیں نے کتابت کی تاریخ درج نہیں ھے- بظاھر دو تھائی سو برس کا پرانا معلوم ھوتا ھے دراوین کی صحت میں اس نسخہ سے کام لیا جارھا ھے *

دھلی میں (۳۰) ایک انتخاب غزلیات امیر خسرو کا سنہ ۹۱۷ ھجری کا لکھا ھوا مولوی ابوالحسن خاں صاحب حقانی خلف مولانا عبدالحق صاحب حقانی مصنف تفسیر حقانی کے پاس سے مستعار ملا — جس میں بعض غزلیات ایسی ھیں جو پہلے دستیاب شدہ نسخوں میں موجود نہیں ھیں — مولوی صاحب موصوف کے کتب خانہ میں نہ سپہر، قرآن السعدین اور عشیقہ کا ھونا بھی معلوم ھوا تھا جن کو بغرض مقابلہ و تصحیح مستعار حاصل کیا گیا *

خاں صاحب مولوی سید عبدالاحد صاحب رئیس دھلی کی توجہ سے دھلی کی جدید ھارڈنگ پبلک لائبریری سے (۳۱) ایک نسخہ قلمی عشیقہ کا جو تھائی؛ تین سو برس پیشتر کا لکھا ھوا ھے مستعار مل گیا - اسی کتب خانہ سے ایک نسخہ (۳۲) مطلع الانوار کا جو سنہ ۱۱۱۰ ھجری کا لکھا ھوا ھے مستعار حاصل ھوا — ان کے علاوہ ھارڈنگ لائبریری میں نسخہ جات قران السعدین، ھشت بہشت اور شیرین خسرو بھی موجود ھیں — ایک نسخہ موسوم بہ " رقعات تصوف " امیر خسرو بھی پایا گیا - مگر مطالعہ کرنے سے معلوم ھوا کہ یہہ وھی رقعات ھیں جن کا تذکرہ پہلے تبصرہ میں ھوا ھے اور جن کی نسبت ثابت ھوچکا ھے کہ یہہ حضرت امیر خسرو کی تصنیف نہیں ھیں *

۱۳ — سال حال کے فراهم شدہ نسخوں کے ذیل میں سب سے زیادہ اهم اور نادر نسخہ (۳۳) جہانگیر نامہ المعروف بہ تغلق نامہ ھے جس کی شروع سے مجھے بہت تلاش تھی — اس دریافت کا تفصیلی ذکر کرنے سے پیشتر میں اس موقعہ پر تلاش تصانیف کے سلسلہ میں کچھہ اطلاعی امور درج کرنا ضروری سمجھتا هوں - امپیریل لائبریری کلکتہ میں اثناء سفر میں مولوی رشید احمد صاحب نے چار نسخے ملاحظہ کئے تھے - کلیات امیر خسرو ، خمسہ خسروی اور دیوان خسرو کے دو نسخے — منجملہ اُن کے کلیات خسرو کا ایک نسخہ اس غرض سے طلب کیا گیا تھا کہ اس میں مثنوی نہ سپہر بھی شامل ھے جس کے کم نسخے اب تک دستیاب ہوئے هیں — اور ایک نسخہ دیوان خسرو کا مطلوب تھا — مگر امپیریل لائبریری سے یہہ نسخے اس وجہ سے مستعار نہ مل سکے کہ معطی کی ایک مستقل شرط یہہ ھے کہ یہہ کتابیں کلکتہ سے باهر مستعار نہ دی جائیں - لہذا دوبارہ تحریک کی گئی ھے کہ نسخہ جات موجودہ لائبریری میں جن جن اجزاء کی نقل مطلوب ھے اُن کی نقل لینے کی اجازت دیدی جاوے — اجازت ملنے پر اُن کی نقل حاصل کرنے کا انتظام کیا جائے گا *

حضرت امیر خسرو کا هندی کلام تلاش کرنے کی سعی میں امسال بھی کوئی قابل ذکر کامیابی نہوئی — میں نے جناب مولانا حسن نظامی صاحب کی خدمت میں تصدیعہ دیا تھا کہ دهلی کے پرانے قوال مجالس سماع میں حضرت امیر کا هندی کلام سنایا کرتے هیں- اُن قوالوں کی زبانی

جس قدر کلام فراہم ہونا ممکن ہو حاصل کرکے مرحمت کریں — جناب موصوف نے میری استدعا پر بہت کچھہ توجہ فرمائی ، اور کچھہ کلام نقل کرکے بھیجا — مگر جو کچھہ ملا اُس کی مقدار بہت کم ہے — اور وہ بھی بوجہ صحیح نہ ہونے کے سمجھہ میں نہیں آتا — مولانا صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے جس طرح قوالوں سے سنا بجنسہ نقل کردیا - صحیح الفاظ اور مطلب قوال بھی نہیں بتلاسکے — مولوی رشید احمد صاحب نے دوران قیام کلکتہ میں ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانہ میں بھی ہندی کلام کی تلاش میں بہت وقت صرف کیا - مگر کوئی چیز نہیں ملی - جن جن حضرات نے ترتیب کلیات کے کام میں دلچسپی لیکر مجھے رہین منت کیا ہے اُن میں صوفی چنی لال صاحب وکیل عدالت بلاس پور (ریاست رام پور) بھی شامل ہیں — آپ کا مطالعہ وسیع ہے اور فارسی لٹریچر کا ذوق ہے - خصوصاً حضرت امیر خسرو کے کلام کے شایقین میں سے ہیں- صاحب موصوف نے مجھے حال میں اطلاع دی ہے کہ " سیرالاولیا " ایک کتاب حضرت امیر خسرو کی تصنیف ہے جس میں بزرگان خاندان چشتیہ کے حالات درج ہیں اور مجھے پتہ دیا تھا کہ مطبع مجتبٰی ہند دھلی سے یہہ کتاب ملے گی — آپ نے لکھا تھا کہ اسی مطبع میں حضرت امیر خسرو کی کثیرالتعداد پہیلیوں وغیرہ کا مجموعہ بھی ملے گا لیکن افسوس ہے کہ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اب دھلی میں اس نام کا کوئی مطبع نہیں ہے ، نہ کسی اور کتب فروش سے یہہ کتاب حاصل ہوسکی - صوفی چنی لال صاحب نے اپنے کتب خانہ کی مدد سے مجھے

ایک فہرست عنایت فرمائی ہی جس میں بقید مصنف اُن تمام مثنویوں کا ذکر ھے جو مختلف زمانوں میں مختلف مشاھیر شعرا نے خمسہ نظامی اور خمسہ خسروی کے جواب میں لکھی ھیں - نیز حضرت امیر خسرو کی بہت سی متفرق غزلوں کا پتہ دیا ھے اور حضرت امیر خسرو کی سوانح عمری کے متعلق یک نوٹ لکھکر بھیجا ھے - میں آپ کی اس توجہ کا نہایت ممنون ھوں *

چودھری اجیرالحق صاحب رئیس بختیار پور ضلع مونگیر نے تلاش تصانیف خسروی میں بہت کوشش فرمائی اور تمام صوبہ بہار میں جہاں جہاں کتب خانے موجود تھے سب جگہ بغرض تلاش خطوط بھیجے - جناب موصوف نے مجھے اطلاع دی ھے کہ مہین گاؤں علاقہ کہنگرا ضلع پورنیہ میں میاں اسعداللہ صاحب کا ایک کتب خانہ ھے جس میں بہت سی ایسی پرانی قلمی کتابیں ھیں کہ بغیر کسی ماھر فن کے ملاحظہ کے یہہ نہیں معلوم ھوسکتا کہ وہ کیا کیا کتابیں ھیں - کہا جاتا ھے کہ اس ذخیرہ میں غالباً تغلق نامہ بھی ھے — میں نے اپنے دوست ڈاکٹر سید محمود صاحب بیرسٹر ایٹ لا بانکیپور کو (جن کا ذکر خیراوپر ھوچکا ھے) تکلیف دی ھے کہ وہ کتب خانہ مذکور میں سے اس نسخہ کی تلاش کا کوئی مناسب انتظام فرمائیں *

الغرض دوران سال میں حضرت امیر خسرو کی تصنیف کا جہاں کہیں پتہ لگا وھاں تلاش کرنے میں ھر طرح کوشش کی گئی اور تلاش کا یہہ سلسلہ اب بھی برابر جاری ھے *

۱۴ — تغلق نامہ کی امسال بھی خصوصیت کے ساتھ تلاش رہی — مولانا محمد حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی رئیس حبیب گنج کے کتب خانہ میں ایک قلمی نسخہ موسوم بہ جہانگیر نامہ برآمد ہوا ہے — اس نسخہ کے متعلق جناب ممدوح نے جو نوازش نامہ مجھے بھیجا اور اُس کے متعلق مولوی رشید احمد صاحب کا جو نوٹ ہے یہہ دونوں مراسلے نہایت دلچسپ ہیں — چنانچہ ان کی نقل حضرات ناظرین کے ملاحظہ کے لیئے ذیل میں درج کی جاتی ہی - اس سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ اصل نسخہ تغلق نامہ مصنفہ حضرت امیر خسرو کا آج سے ۳۰۰ سال پیشتر معدوم ہوچکا تھا اور اب اُس کا جو کچھہ حصہ باقی ہے بظاہر اسباب وہ یہی ہے جو جہانگیر نامہ کے نام سے موسوم ہی *

(نقل مراسلہ جناب مولانا محمد حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی مرقومہ ۲۴ اپریل سنہ ۱۹۱۹ ع)

''تبصرہ'' طبع ثانی قریبا ایک ہفتہ ہوا موصول ہوا - غایت دلچسپی کی وجہ سے میں نے اُس کو مکرر پڑھا - ''تغلق نامہ'' کے متعلق آپ کی تاسف آمیز تحریر پڑھکر دل میں ایک حسرت کی موج اُٹھی اور اس خیال سے دل تڑپ کر رہ گیا کہ کاش میں اس کا نسخہ حاضر کرسکتا — اُسی اضطراب میں یاد آیا کہ کتب خانہ میں حیاتی کاشی کا '' جہانگیر نامہ '' ہے جو بجواب تغلق نامہ لکھا گیا تھا - اُس کو دیکھنا چاہیئے، شاید حالات پر کچھہ روشنی پڑے — چنانچہ میں نے وہ نسخہ نکال کر دیکھا اور

حسب ذیل واقعات معلوم ہوئے :—

سنہ ۱۰۱۹ ھ میں جہانگیر بادشاہ نے ایک جلسہ میں کہا کہ امیر خسرو کا تغلق نامہ ناقص ہے — مرکوز خاطر یہہ ہے کہ کوئی تکمیل کردیتا ، تاکہ خسرو کی روح ہم سے خوش ہوتی - یہہ کہکر حیاتی سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم اس خدمت کو انجام دو — اس فرمان شاہی کی تعمیل میں نظام مذکور بالا لکھی گئی - چنانچہ حیاتی لکھتا ہے:

بتاریخ هزار و نوزدہ سال * کہ میزد بخت بر دولت همی فال
شہنشاہ جہاں از قدر والا * نہادہ تخت بر اوج ثریا
بگفت آورد لعل گوهری را * بمعجز در فروزہ ساحری را
کہ در تاریخ سال ششصد§ واند * گہر سنج سخن را چند درچند
سخن پیرائے معنی میر خسرو * سخن را زد طراوت تازگی نو
پس ازچندیں سخن کز طبع برخاست * بہ نظم و نثر تغلق نامہ پرداخت
ازاں دفتر و لے زاغاز و انجام * سخن را نے نشاں نے قصہ رانام
همانا شد ز گشت هر ستارہ * سخن راجا بجا توقیع پارہ
عجب بادے بداں گلزار و اخورد * کہ چوں هربرگ گل اوراق آں برد
شد از حضرت اشارت کاے فلانی * سخن را اے سروش آسمانی
چنیں باید کہ گردد ایں کہن نو * شود تا شاد از ما روح خسرو
نگردد تا تمام ایں کارنامہ * منہ کاغذ زکف ز انگشت خامہ

---

§ نوٹ : تغلق کا عہد سنہ ۷۰۰ ھ کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور اس لیئے یہہ لفظ " هفصد واند " ہوگا *

(دستخط) رشید احمد

نظم بالا سے واقعات ذیل معلوم ہوئے — تغلق نامہ قریباً چار صدی † سے حوادث کے نظر ہوچکا ہے *

عہد جہانگیری میں اُس کا اغاز و انجام نہ تھا — اُس میں نظم و نثر دونوں تھیں — نثر خواہ نفس کتاب کا ایک حصہ ہو یا عنوانوں میں معتدبہ حصہ کے طور پر ہو — چونکہ مثنوی مشہور ہے، اس لیئے دوسرا پہلو قرین قیاس ہے — اس کتاب جہانگیر نامہ کے عنوان میں حسب ذیل عبارت نثر ہے :—

" آغاز سخن در شرح چگونگی بنظم آوردن ایں چند داستان و با تمام رسانیدن کتاب " تغلق نامہ " سخن پیرائے گلزار ہر تازگی و نرمی گنجور لخزائن معنوی امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ کہ نہ از نقوش دیباچہ اش اثرے بود و نہ از نگارش خاتمہ اش اثر خیرے نہ حدیقۂ حمدش را درہا باز و نہ گلشن مدحش را دستان سرائے بآواز " *

اس سے بھی بیان بالا کی تائید ہوتی ہے "جہانگیر نامہ" میں نعت نہیں ہے اس لیئے معلوم ہوتا ہے کہ تغلق نامہ کی نعت محفوظ تھی حمد کے بعد جہانگیر کی مدح ہے — اب دقت یہہ پیش آتی ہے کہ ایک موقع پر حیاتی لکھتا ہے :—

کنوں بشنو کہ ایں در از چہ سفتم * نصیحت گو نہ از بہر چہ گفتم
بہ تغلق نامہ خسرو در زمانے * بگفت ایں سال سخن را داستانے

---

† پوری تین صدیوں سے
(دستخط) رشید احمد

ز پند و موعظت چندیں سخن گفت * رہ دانشوری را خار و خس رفت
کنوں زاں داستان جائے خبر نیست * وزاں جز ایں دو بیت اصلا اثر نیست
چو بیند آسمان از دیدۂ مہر * شود خار را زراز زیبائی چہر
نگر ہد ہد که مرغی کم هنر شد * سلیماں چوں گزیدش تاج ور شد
چوں فرماں بود از درگاہ والا * که آں گم گشته گردد باز انشا
قلم برداشتم صورتگری را * کشودم چہرہ ماہ و مشتری را
بطبق ایں سخن هر داستاں را * فشاندم گل چو گلبن گلستاں را
باں بیت دو چندے بر فزودم * بجا دو سحر بابل را نمودم
حیاتی وار مرغ ناله گشتم * نفس را آتشیں پر کاله گشتم
بدریا درج گوهر بر کشادم * بدهلی گنج گنج عرضه دادم
ز جائے دیگر آوردم سخن را * ز اخگر آب دادم ایں چمن را

اشعار مذکورہ بالا سے واضح هوتا هے که تغلق نامه میں خسرو نے پند و موعظت بہت کچھه لکھی تھی- اب اُس داستان کا پته نہیں، صرف دو شعر باقی هیں - بادشاہ کا حکم تھا که گم گشته حصه پھر تحریر هو چنانچه میں نے لکھا اور هر داستان کو لکھا- جس داستان کا پته سوا دو شعر کے نه تھا - مقام غور هے که وہ کون سی داستان تھی- آیا تغلق نامه ؟ تو اس صورت میں یہه ماننا پڑے گا که حیاتی کو تغلق نامه کے "صرف دو شعر ملے - لیکن یہه اُن بیانات کی ضد هے جو اوپر لکھے جاچکے هیں - اگر " اُس داستان " سے مراد داستان پند و موعظت لے لی جاوے تو یہه خدشه دفع هوجاتا هے - لیکن متعدد خدشے پیدا هوجاتے هیں —

وہ یہہ کہ اس صورت میں یہہ ماننا پڑےگا کہ " داستان پند و موعظت " کی تکمیل کا حکم شاہی تھا - حالانکہ اوپر کہہ چکا ھے کہ آغاز و انجام نہ تھا - اُس کی تکمیل مطلوب خاطر شاہی تھی - علاوہ اس کے اس نظم سے صاف ظاہر ھے کہ انھی دو بیت پر افزائش کرکے یہہ نظم لکھی ھے - " باں بیت دو چندے بر فزودم " الخ - اور پھر داستان لکھی ھے " بہ طبق ایں سخن ہر داستاں را " الخ - پھر کیوں کر کہہ سکتے ہیں کہ صرف 'داستان پند و موعظت' کی تکمیل کی ھے - جب یہہ نہیں تو پھر وھی سوال پیدا ہوتا ھے کہ " کنوں زاں داستاں الخ " میں داستان سے کیا مراد ھے ، آیا تغلق نامہ یا داستان موعظت؟ - اس اشکال کے کے حل کرنے کے لیئے میں نے جہانگیر نامہ کی نظم پڑھی تو معلوم ہوا کہ اُس میں حمد ھے ، مدح جہانگیر ، سبب تالیف کتاب ھے اس کے بعد آغاز داستان ھے — داستان کا آغاز یہاں سے ھے کہ سلطان علاء الدین خلجی کے بعد قطب الدین تخت نشین ہوکر عیش میں پڑجاتا ھے - مبارک خاندان علائی کو تباہ کرکے اور خسرو شاہ بن کر تخت نشین ہوتا ھی — انواع و اقسام کی بدعتیں کرتا ھے - امراے شاہی میں سے ایک باہمت امیر اُٹھتا ھے، قوت بازو سے تمام مشکلات پر غالب آتا ھے - خسرو شاہ کو نیست نابود کرکے یہہ مشورہ دلی میں کرتا ھے کہ اب تخت نشین کون ہو؟ اُمراء اُس کی تخت نشینی پر اصرار کرتے ہیں، وہ انکار - یہی امیر غیاث الدین تغلق بانی خاندان تغلق ھے، افسوس ھے کہ جہانگیر نامہ کا بھی میرا نسخہ ناقص ھے - اور یہیں آکر آگے

کے اوراق اس کے نہیں ہیں — لیکن آخر ورق کے ترک سے معلوم ہوتا ہے کہ آگے اور ضرور تھا — آخر داستان کی سرخی یہہ ہے "جلوس غیاث الدین و دنیا تغلق غازی فراز تخت سلطانی چو افریدون و اسکندر"*

بہرحال یہہ معلوم ہوا کہ علاوہ حمد کے آغاز سے قصہ نظم ہوا ہے لہذا یہہ نہیں کہہ سکتے کہ صرف داستان پند و موعظت لکھی ہے- تذکرے دیکھے — خزانۂ عامرہ میں لکھا ہے کہ سنہ ۱۰۱۹ ہجری میں تغلق نامہ جہانگیر کو پسند آیا- اُس میں ایک داستان مفقود تھی اُس کی نسبت شعراء پایۂ تخت کو حکم دیا کہ پورا کریں- چنانچہ شعرا نے طبع آزمائی کی — حیاتی کی نظم منتخب ہوئی – اُس کے صلہ میں وہ سونے چاندی میں تولا گیا — ایک شاعر نے تاریخ کہی "شاعر سنجیدہ شاہی"— خزانۂ عامرہ کا یہہ بیان خود حیاتی کے بیان کے مطابق درست نہیں ہے کہ ایک داستان مفقود تھی — مزید اطمینان کے لیئے میں نے اقبال نامہ (جہانگیری) دیکھا – اُس میں اس کا کچھہ تذکرہ نہیں نکلا — غالباً تزک جہانگیری میں بادشاہ نے اس کا ذکر کچھہ لکھا ہوگا † — کالج میں دیکھا – جائے میرے یہاں نہیں ہے — انشاء اللہ تعالے ۳۰ اپریل کے موقع پر یہہ نظم ہمراہ لاؤں گا اور اہل نظر سے بحث و گفتگو کے بعد کوئی پہلو درست و خاطر نشین ہاتھہ آجائے گا *

(دستخط) حبیب الرحمن

---

† نوٹ : میں نے تزک جہانگیری از اول تا آخر دیکھہ لی ہے اُس میں کچھہ پتہ نہیں چلا * ..

(دستخط) محمد اسحاق خاں عفی عنہ

(نوٹ مولوی رشید احمد صاحب متعلق مراسلہ مندرجہ بالا موسومہ
جناب مولانا محمد حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی رئیس
حبیب گنج مرقومہ ۷ مئی سنہ ۱۹۱۹ ع)

جہانگیر نامہ اور اُس کے متعلق جناب کی تحریر کو میں نے بہ نظر غایر دیکھا - کتب خانہ حبیب گنج کی دوسری فتح کی مبارکباد عرض کرتا ہوں جو پہلی فتح سے بھی زیادہ شاندار ہے بلکہ جس کو اعظم الفتوح کہنا چاہیئے اس قسم کے اعلان کا فخر اگرچہ مجھکو حاصل ہوا ہے - لیکن درحقیقت اُس کاسہرا آپ ہی کے سر ہے - یہہ عظیم‌الشان علمی اور تاریخی فتح محض جناب کی ہمت اور شجاعت کا نتیجہ ہے جس کے سامنے معرکہائے علم و ادب کے بڑے بڑے جنرلوں کو ہتیار ڈالدینے چاہئیں - الہم زد فزد *

اگرچہ اُس کتاب کی ہر ایک فصل، ہر ایک بیان اور ہر ایک داستان باواز بلند اعلان کررہا ہے کہ یہہ قطعاً امیر خسرو کی تصنیف ہے اور سوائے امیر خسرو کے کسی کی نہیں ہوسکتی - لیکن میں تطویل کے خوف سے چند مثالوں پر اکتفا کرتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ جہانگیر نامہ اور عشیقہ وغیرہ میں بیان کا انداز اور ترکیبوں کی بندش اور قوافی کی نشست کس قدر متحد واقع ہوئی ہی :—

جہانگیر نامہ	عشیقہ وغیرہ
بود شہ پاسبان خلق پیوست	چو باشد خانۂ را پاسباں مست
خطا باشد کہ باشد پاسباں مست	رساند دزد را خود بار بردست

جهانگیر نامه

شباں چوں شد خراب از بادهٔ ناب
رمه در معده گرگاں کند خواب
در آئینے که رسم ملک داری ست
ثبات کار ها در هوشیاری ست
فلک تاج علا را برد معراج
بخاک افتاد والا گوهر تاج
همه دندانش در بالا و پستی
فتان خیزاں شده از شیر مستی
کسے کو عزت اسلام داند
معاذ الله که این دیدن تواند
کنوں زان گونه خواهم راند این حرف
که گنبج نه فلک دروے شود صرف
سیه چترش که امن اثار گشته
سیه ابرے سلامت بار گشته
چو من در خون فتم خونم مشوئید
و زیں خوں خوارگاں خونم مجوئید
مگر لائے شهادت کز پے داد
بر آورده دو دست انکه بفریاد

عشیقه وغیره

شبانے را که باشد باده در پیش
رماند نقل گرگ از پهلوئے میش
ستون و عمدهٔ یا استواری
ستاد شه بود در راست کاری
علا از تخت رفت و رفعت از تاج
شها بے جاے ماهے کرد معراج
همه دندانش مست شیر بدراست
کزاں مستی همی افتاد و می خاست
کسے کو عزت معشوق داند
کجا از نان و جانش یاد ماند
بهنجارے نگارم نقش این درج
که چوں آب رواں گوهر شود فرج
سیه نانے که مفلس رادهی خر
سیه چتریست درگرماے محشر
چو یارم گشت زو خونم مجوئید
و زیں خوں روے گلگونم مشوئید
ببیں دروازهٔ لارا دو دار غیرت از هرسو
که منصوران معنی را کشد بردار دربانش
غرة الکمال

جہانگیر نامہ	عشیقہ وغیرہ
عجب حیفے کہ زاں گبران گمراہ	عفا اللہ بر چناں روہاے چوں ماہ
بخوں غلطد چنان روہاے چوں ماہ	کسے چوں برکشد شمشیر کیں خواہ
فلک کو راست زاں کرد ایچنیں دور	اگرچہ کورئي دارد زمانہ
زچندیں قرۃ العین جہاں نور	بماند کور تو زي جاودانہ

اس مدعا پر میري دوسري دلیل واقعات پر مبني ہی - اس کتاب میں وقایع تاریخي کي ایسي جزیات اور تفصیلات پائي جاتي ہیں جن کو عموما مورخ اپني تواریخ میں نہیں لکھتے اور جن کو ضیاء برني نے بھي (جو عہد قطبي کا عیني شاہد ہی) اپني مشہور کتاب تاریخ فیروز شاہي میں نہیں لکھا ہی - اس قسم کي جزیات کا پوري تین صدیوں کے بعد حیاتي گیلاني کے زبان قلم سے ظاہر ہونا ایک ایسي بات ہی جس کو کوئي ذي عقل تسلیم نہیں کرسکتا - مثالاً صرف ایک واقعہ پر اکتفا کرتا ہوں — قطب الدین مبارک شاہ کے قتل کے بعد شاہي خاندان پر جو تباہي گذري اُس عبرتناک منظر کي اس طرح تصویر کھینچي گئي ہی :—

چنانست این حکایت را استار است * کہ چو بر قطب دین رفت انچہ حق خواست
زبعد آں سریر آراے مرحوم * برادر پنج دیگر ماند مظلوم
یکے خان فرید اسم بلند اصل * کہ بود اصلش زدہ شہ وصل بروصل
کہ ان سنگے سراے ملک سپنجي * سہ پنجش عمر و در ہر سہ پنجي
تمامش دادہ قرآں ختم منشور * دلش زاں نور گشتہ سورۂ نور

بسا شاگردیٔ اُستاد کرده * کتاب و نامه را چوں یاد کرده
به ترتیب کمان و تیر پیوست * به عقد تیر دو انگشت اوشست

دگر بوبکر خان دیباچهٔ تخت * سزاے ملک اگر یاري کند بخت
ز سال عمر او دو هفته رفته * دو هفتش سال و او ماه دو هفته
الم دیده ز الف و لام و یاسین * نشسته در دل قرآن چو یسین
هوس در نظم و نثر و لفظ و خط خوش * طبیعت خود چه گویم آب و آتش

علي خان گرامي هشت ساله * جبینے چوں گل و روئے چو لاله
همه دندانش در بالا و پستي * فتاں خیزاں شده از شیر مستي
ز قرآں تا لقد افلح رسیده * قدش افلح شده کاں صفحه دیده

بها خاں هم بهشتم سال نو خیز * به ثلثا دوم قرآں ورق بیز
گرفته روزي از تعلیم بالا * و مامن دابة فی الارض الا

ز پنجم سال عثماں بهرور بود * هنوز از جمع قرآں بے خبر بود
ببازي هاے نوزادان هوسناک * ز لوح کاف و نون لوح داش پاک

چنین شهزادگان ناز پرورد * که چرخ از بهر ملک انباز پرورد
زمان عمر شاں چو برسر آمد * زمانه در جفاکاري در آمد
اشارت کرد خسرو خان کم بخت * که بر شهزادگاں کارے رود سخت

ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ قطب الدین نے پانچ شہزادے چھوڑے ــ اول فرید خاں جس کي عمر ۱۵ سال کي تھي ، قران مجید ختم کرچکا تھا ، کتابیں پڑھتا اور تیر اندازي کے مشق کرتا تھا ــ دوم ابو بکر خان جس کي عمر چودہ سال اور دو ہفتہ کي تھي ؛ قران کي تعلیم سورۂ یسین تک پہونچي تھي ، نظم و نثر کا شوق تھا ، خط بہت اچھا تھا ــ سوم علي خاں آٹھ سال کي عمر اور قدافلح المومنون تک پڑہ چکا تھا ــ چہارم بہا خان اس کي عمر بھي آٹھ سال کي تھي قرآن شریف کا دوسرا ثلث شروع کیا تھا اور و ما من دابة في الارض تک پڑہ چکا تھا ــ پنجم عثمان خاں پانچ سال کي عمر تھي ، اور ابھي تعلیم شروع نہیں کي تھي ، کھیل کود میں مست تھا *

ان تفصیلات اور جزئیات پر محض سرسري نظر ڈالنے سے واضح ہوتا ہے کہ ان کا بیان کرنے والا حیاتي نہیں ہوسکتا ، بلکہ دوسرا شخص ہے جس کي آنکھوں کي سامنے یہہ عبرت خیز حوادث گذرے ہیں ــ اگر یہہ شبہہ کیا جاوے کہ یہہ جزئیات محض خیالي اور حیاتي کے تخیل کي اختراعات ہیں جیسا کہ شاعر اپنے کلام میں جوہر تاثیر پیدا کرنے کے لیئے کیا کرتے ہیں تو میں عرض کروں گا کہ مذکورہ بالا اشعار میں اگر کافي غور و خوض کیا جاوے تو اس شبہہ کي خود بخود تردید ہوجاتي ہے اور قطعاً تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہہ باتیں خیالي نہیں ہیں بلکہ واقعي ہیں *

اگرچہ ان روشن دلائل کے بعد اہل نظر اور صاحبان ذوق سلیم کے

لیئے کسی مزید صراحت کی حاجت باقی نہیں رہتی، لیکن مجھے چوں کہ ایک شعر مل گیا ہے اس لیئے اُس کو بھی تائید مزید کے طور پر درج کیئے دیتا ہوں *

زباں گرد آر خسرو چند ازیں گفت * کہ با شاہاں نشاید مہرو و کیں گفت

فالحمد للہ الذی ھدانا لھذا و ماکنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ و الحمدللہ اولاً و آخرا و ظاھرا و باطنا *

(دستخط) رشید احمد انصاری

۷ مئی سنہ ۱۹۱۹ ع   پروفیسر عربی و فارسی مدرسۃ العلوم علی گڈھ

انتظام نقل و تصحیح و تنقید

مسودات موصولہ کی نقل و تصحیح کا جو انتظام کیا گیا تھا اُس کی تفصیل پہلے تبصرہ میں درج ہوچکی ہے۔ اِس انتظام کے ماتحت حسب ذیل نسخوں کی نقل ہوئی :—

(۱) مطلع الانوار (۲) سکندر نامہ (۳) خسرو شیریں (۴) لیلیٰ مجنوں (۵) ہشت بہشت (۶) مثنوی قران السعدین (۷) مثنوی عشیقہ (۸) نصاب بدیع العجائب (۹) خزاین الفتوح (۱۰) دیوان تحفۃ الصغر (۱۱) دیوان بقیہ نقیہ مرسلہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال (۱۲) مثنوی نہ سپہر (۱۳) دیوان غرۃالکمال (از نسخہ اعظم گڈھ) (۱۴) افضل الفواید (۱۵) جہاں گیر نامہ (۱۶) راگ درپن — یہہ نسخہ گو حضرت امیر خسرو کی تصنیف نہ تھا ؛

مگر چوں کہ اس میں حضرت امیر خسرو کي بعض ایجادات فن راگ کے متعلق درج تھے اس لیئے اس نسخہ کو بھي نقل کرالیا گیا *

ان نسخوں کے علاوہ دو اور نسخے (۱۷) خیالات خسروي اور (۱۸) صفات العاشقین نقل ہوئے - لیکن آخر کے ان دونوں نسخوں کي بابتہ بعد نقل ہوجانے کے ماہران فن کي یہہ رائے ہوئي کہ یہہ حضرت امیر کا کلام نہیں ہے - جو کتابیں کتب خانہ ریاست رامپور سے مستعار ملي نہیں اُن کي نقل و صحت کا رام پور میں انتظام کرنا پڑا - ایک فارسي داں خوشنویس میرٹھہ سے رام پور بہیجے گئے تھے اور تین مقامي خوشنویسوں کو کتابت کے لیئے مامور کیا گیا اور اس طور پر ریاست رام پور میں حسب ذیل کام انجام پایا :

(الف) قریب ایک ہزار صفحات کا ایک ضخیم دیوان جو حقیقت میں حضرت امیر خسرو کي غزلیات کا مجموعہ ہے کتب خانہ ریاست کے نسخہ سے نقل ہوا اور بعرض صحت نقل کا اصل سے مقابلہ ہوا *

(ب) دیوان غرۃالکمال جو کتب خانہ اعظم گدہ کے نسخہ سے نقل ہوا تھا اصل سے مقابلہ ہوکر ریاست رامپور کے نسخہ سے مکرر اُس کا مقابلہ ہوا - اعظم گدہ کے نسخہ میں بیچ کا کچھہ حصہ ضایع ہوگیا تھا ؛ مگر یہہ کمي رامپور کے نسخہ سے پوري کرلي گئي *

(ج) دیباچہ غرۃالکمال کی نقل رام پور کے نسخہ سے کرائی گئی اور رام پور کے دو نسخوں سے اس کا مقابلہ ہوکر نواب سالار جنگ بہادر (حیدر آباد) کے کتب خانہ کے نسخہ سے تیسری بار اس کا مقابلہ ہوا *

(د) دیوان وسط الحیوۃ کتب خانہ رام پور کے نسخہ سے نقل ہوکر اصل سے مقابلہ کیا گیا *

(۸) دیوان بقیہ نقیہ رام پور کے نسخہ سے نقل ہوکر اصل سے مقابلہ کیا گیا *

(و) دیوان تحفۃ الصغر جو کتب خانہ حبیب گنج کے نسخہ سے نقل ہوا تھا اُس کا مقابلہ رام پور کے دو نسخوں سے کیا گیا *

(ز) خزاین الفتوح کی نقل سید آل عبا صاحب مارہروی کے نسخہ سے ہوئی تھی۔ اس کا مقابلہ رام پور کے دو نسخوں سے ہوا *

(ح) مثنوی عشیقہ مدرسۃ العلوم علی گڈہ کی لائبریری کے نسخہ سے نقل ہوئی تھی۔ اُس کی تصحیح رام پور کے تین نسخوں سے کی گئی *

(ط) بعض متفرق قصاید کا جو پیشتر سے دفتر ترتیب کلیات میں نقل ہوچکے تھے رام پور کے مختلف نسخوں سے مقابلہ ہوا اور ان کے صحت کی گئی *

علاوہ مذکورہ بالا کام کے ایک بڑا کام رام پور میں یہہ بھی ہوا کہ

کتب خانہ رام پور کے نسخوں میں جس قدر غزلیات ، قصاید، قطعات اور رباعیات موجود تھیں اُن سب کا کامل انڈکس (فہرست) مرتب کرلیا گیا — چونکہ حضرت امیر خسرو کے دیوانوں میں ترتیب غزلیات وغیرہ یکسان نہیں ہے اور نہ حروف تہجي کی ترتیب کا لحاظ رکھا گیا ہے اس لیئے ایک هي کتاب کے مختلف نسخوں میں غزلیات و قصائد کي کمي بیشي معلوم کرنا اور اُن کا باهم مقابلہ کرنا مشکل کام تھا — اس لیئے انڈکس مرتب کرنے کي ضرورت پیش آئي — انڈکس کي ترتیب میں یہہ اهتمام کیا گیا ہے کہ جس قدر غزلیات و قصاید وغیرہ هیں اُن کے مطلعوں کے پہلے مصرعے بہ ترتیب حروف تہجي بقید صفحات کتاب جمع کرلیئے گئے هیں جس سے مختلف نسخوں میں کسي ایک غزل یا قصیدہ کا پتہ بہ آساني چل سکتا هی اور تعداد کي کمي بیشي بھي معلوم هوجاتي ہے *

میرٹھہ میں جناب خاں صاحب مولوي محمد اسمعیل صاحب نے مثنوي قرآن السعدین کي تصحیح فرمائي — اور اس پر تنقید لکھہ چکے هیں جو مع اصل مثنوي کے زیر طبع ہے — نیز مولانا صاحب ممدوح ایک عرصہ سے حضرت امیر خسرو کي سوانح عمري تحریر فرما رہے هیں جس کا معتدبہ حصہ تیار هوچکا ہے — اس کام میں مولانا صاحب کو بالالتزام مدد دینے کے لیئے ایک مستقل معاون شروع سے مقرر هیں — یہہ سوانح عمري حضرت امیر کے کلیات کے لیئے بطور مقدمہ کے هوگي۔ جس قدر نسخے علی گڈہ میں نقل هوئے جن کا اوپر ذکر هوچکاہے

ھے اُن سب مسودات کے صحت کي غرض سے اُن کا مقابلہ اصل سے اور دیگر نسخ سے بمقام میرٹھہ بہ نگراني جناب شیخ بشیر الدین صاحب مولانا ابوالحسن صاحب جوھر و مولانا احمد حسن صاحب شوکت میرٹھي نے بھي فرمایا *

نوٹ :— سخت افسوس ھے کہ مسودہ کے اُس حصہ کے مرتب ھونے کے بعد جناب خان صاحب مولوي محمد اسمعیل صاحب رئیس میرٹھہ نے بتاریخ یکم نومبر سنہ ۱۹۱۷ع انتقال فرمایا - انا للہ و انا الیہ راجعون- مرحوم کي وفات سے ترتیب کلیات کے کام کو بھي صدمہ پہونچا — آپ نے جس قدر حصہ مجوزہ سوانح عمري کا مرتب فرما لیا تھا اور جس قدر مسودات غیر مرتب تھے وہ حضرت مرحوم کے ورثاء سے وصول ھونے کے بعد جناب مولوي محمد حبیب الرحمن خان صاحب شرواني کے سپرد کیئے گئے ھیں جنھون نے از راہ مہرباني اس کي تکمیل کا وعدہ فرمالیا ھے *

ترتیب دواوین

حضرت امیر خسرو کے کلام کے بیشمار نسخے دنیا کے مختلف کتب خانون میں دیوان اور کلیات کے نام سے موجود ھیں — اور تجربہ سے معلوم ھوا کہ یہہ دیوان اور کلیات حضرت امیر خسرو کے مختلف دواوین کی غزلیات و قصاید ، قطعات و رباعیات کا مجموعہ ھیں- منتخب کرنے والون نے اپنے اپنے مذاق کے مطابق غزلین وغیرہ منتخب اور جمع کین اور اس طرح سے کثیر التعداد دواوین و کلیات کا پتہ چلتا ھے — اور چونکہ حضرت امیر خسرو رح کے جو مستقل پانچ دیوان ھیں اُن مین

بھي غزليات و قصايد وغيرہ کسي معين ترتيب کے مطابق درج نہيں ہيں اس لیئے ان کے نامکمل نسخوں کي نقل در نقل ہونے کا ایک یہہ بھي نتیجہ ہوا کہ ایک دیوان کي غزليات دوسرے دیوان ميں داخل ہوگئيں - چنانچہ اکثر نسخے کتب خانوں ميں ايسے پائے گئے جن کے عنوان ميں کسي دیوان کا نام مثلاً بقيہ نقيہ درج ہے، مگر اُس ميں دیوان غرۃ الکمال کي غزليں و قصائد وغيرہ شامل ہيں – الغرض نہ صرف یہي کام مشکل ہوگيا ہے کہ حضرت امير خسرو کے پانچوں دیوان جس حيثيت سے حضرت امير خسرو نے اُن کو مرتب فرمايا تھا جدا جدا مرتب کرکے کوئي شائع کردے، بلکہ بوجہ عدم ترتيب غزليات مختلف نسخوں کا باهمي مقابلہ اور اس طرح اُن کي صحت کرنا اور غزليات و قصايد کي کمي بيشي کا پتہ لگانا دشوار تھا – اس دشواري کو پيش نظر رکھکر يہہ طے کيا گيا کہ جس قدر مجموعے دیوان اور کليات خسرو کے نام سے دستياب ہوں اُن سب کا ایک تفصيلي انڈکس (فہرست) تيار کيا جاوے – چنانچہ دفتر کليات ميں اس وقت ايسے ۱۴ نسخے حسب ذيل موجود ہيں :

(۱) نقل دیوان غرۃ الکمال (۲) نقل دیوان وسط الحيوۃ (۳) نقل دیوان تحفۃ الصغر (۴) نقل دیوان بقيہ نقيہ (۵) دیوان نہایت الکمال مطبوعہ (۶) نقل مجموعہ غزليات رام پوري (۷) دیوان قلمي خريد کردہ لکھنؤ (۸) دیوان مستعار مرسلہ مولوي رياض حسن صاحب رئيس رسول پور (۹) دیوان غرۃالکمال (نسخہ حيدرآباد) (۱۰) دیوان کتب خانہ نواب حاجي محمد اسحق خاں صاحب بہادر

(۱۱) دیوان بقیه نقیه مرسله ایشیاٹک سوسائٹی بنگال (۱۲) دیوان خرید کردہ دھلی (۱۳) مجموعه غزلیات از کتب خانه خان بہادر پیر مظفر احمد خاں صاحب (۱۴) مجموعه غزلیات مستعار از کتب‌خانه مولوی ابوالحسن صاحب حقانی دھلوی - یہه چودہ نسخے قریب چھه ھزار صفحات پر مشتمل ھیں جن میں کم و بیش دس ھزار غزلیں ، آٹھه ھزار رباعیات، سو قصیدے اور اسی قدر قطعات ھیں*

امسال ایک نہایت اهم کام یہه هوا که ان تمام‌مختلف نسخوں اور مجموعوں کا انڈکس مرتب هوگیا - اس کی تدبیر یہه اختیار کی گئی که مذکورہ بالا نسخوں میں سے اول سب سے بڑا نسخه سامنے رکھکر اُس میں سے جمله غزلیات کے مطلعے ردیف وار ایک جگه نقل کرلیئے گئے اور اس نقل کو مکرر نقل کرتے وقت یہه اهتمام کیا گیا که مطلعوں کے ابتدائی حروف کے لحاظ سے ان کو به ترتیب‌حروف تہجی نقل کیا گیا- یعنی ایک ردیف میں جس قدر غزلیات ھیں اُن کے مطلعوں کی نقل میں یہه ترتیب ملحوظ رکھی‌گئی که اول‌حرف (الف) سے شروع ھونے والے مطلعے نقل‌ھوئے پھر(ب) سے شروع ھونے والے ، وقس علی ھذا - جب‌ایک نسخه سے فراغت ھرچکی تو دوسرے نسخوں میں جس قدر غزلیات مشترک پائی گئیں وہ جن جن صفحات پر موجود ھیں اُن کے صفحات کا حواله دیدیا گیا - اگر کسی نسخه میں کوئی غزل نه ملی تو اُس دیوان کے مقام میں جگه خالی چھوڑدی گئی - اور جس نسخے میں کوئی غزل جدید ملی تو فہرست مطالع میں به ترتیب مذکورہ بالا اُس

کا اضافہ کرلیا گیا – اس طرح اب تک جس قدر نسخے بہم پہونچے اُن سب کی غزلیات و قصاید و قطعات و رباعیات کی مکمل فہرست قلم بند ہوچکی ہے–اس انڈکس کی تیاری میں غزلیات وغیرہ کی تلاش و مقابلہ کے واسطے جس قدر لاتعداد ورق شماری اور دیدہ ریزی کرنی پڑی ہوگی اُس کا اندازہ ناظرین خود فرماسکتے ہیں – اس سے مقصود یہہ ہے کہ حضرت امیر خسرو کی جو جو غزلیات پانچوں دیوانوں کی بالاتفاق علیحدہ علیحدہ ہیں اُن کے علاوہ اور جو ایسی غزلیات و قصاید وغیرہ ہیں جو مختلف نسخوں میں مختلف دیوانوں کے اندر پائی جاتی ہیں اُن پر بلحاظ شہادت اندرونی محاکمہ کیا جاوے کہ حقیقت میں وہ کس دیوان سے متعلق ہوسکتی ہیں اور اس طرح پانچوں دیوان حتی المقدور بہمہ وجوہ مکمل کردیئے جائیں – جس سے یہہ نفع ہوگا کہ جو مجموعہ ہاے غزلیات و قصائد مختلف ناموں سے اور مختلف ترتیب سے جگہ جگہ موجود ہیں اور اپنی اپنی جگہ جدا گانہ تصنیف سمجھے جاتے ہیں اُن کے متعلق یہہ غلط فہمی رفع ہوجائیگی ، اور پانچوں دیوانوں کا ایک معتبر مکمل اور صحیح ایڈیشن تیار ہوجائیگا جو بجاے خود ایک عظیم‌الشان علمی کارنامہ ہوگا — اس ترتیب انڈکس کے ساتھہ ہی ساتھہ یہہ کام بھی ہوتا رہا ہے کہ مستعار نسخوں میں جو غیر مشترک زاید غزلیں ہوئیں اُن کی نقل کرلی گئی ، تاکہ خود دفتر کا ذخیرہ مکمل ہوجائے *

ریاست رامپور کے کام سے فارغ ہونے کے بعد مولوی رشید احمد صاحب

ئے علی گڈھ میں خزاین الفتوح کا دو بار مقابلہ کتب خانہ حبیب گنج اور کالج کے نسخہ سے کیا — نسخہ بدیع العجائب کا متعدد نسخوں سے مقابلہ کرکے اُس کی صحت کی - یہہ نسخہ چھپ چکا ہے - اس رسالہ کي تنقید بھی (جو مولوي رشید احمد صاحب نے لکھي تھي) چھپ چکي ہے - اس کے بعد مولوي رشید احمد صاحب نے مثنوي عشیقہ کي تصحیح کي اور اُس کا متعدد نسخوں سے مقابلہ کیا - اس کتاب کا متن چھپ چکا ہے اور اس کي تنقید نوشتۂ مولوي رشید احمد صاحب زیر طبع ہے اور عنقریب بہمہ وجوہ مکمل ہوکر یہہ مثنوي ہدیۂ شائقین ہوگي *

خالق باري کا متعدد مطبوعہ نسخوں سے مقابلہ ہوچکا ہے جن میں سے دو نسخے بہت پرانے تھے — ایشیاٹک سوسائٹي کلکتہ سے جو قلمي نسخہ نقل ہوکر آیا تھا اُس میں چند اشعار زیادہ ہیں — یہہ کتاب معہ تنقید نوشتہ مولوي محمد امین صاحب عباسي و فرہنگ الفاظ ہندي و سنسکرت مرتبہ صاحب موصوف؛ طبع ہوچکی ہے - ہندي کي پہیلیاں و کہہ مکرنیاں وغیرہ (جن کے متعلق حضرت امیر خسرو کا کلام ہونے میں کوئي شبہہ نہیں رہا) زیر طبع ہیں- رباعیات اہل حرفہ معہ نوٹ نوشتہ مولوي محمد امین صاحب عباسي چھپ چکي ہیں- یہہ قصد ہے کہ خالق باري اور نصاب بدیع العجائب اور ان متعدد چھوٹے چھوٹے رسائل کي ایک جلد مکمل ہوجانے پرعلحدہ شائع کردي جائے *

مولوي سعید احمد صاحب نے سکندر نامہ کا مقابلہ کیا اور اس کي

تصحیح کی اور اس مثنوی کی تنقید بھی لکھہ چکے ھیں – یہہ کتاب معہ تنقید قریب تکمیل کے ھے *

مولانا سید محمد سلیمان اشرف صاحب نے اس سال میں ھشت بہشت کی تصحیح فرماکر اس مثنوی پر ایک مبسوط اور نہایت دلچسپ تنقید تحریر فرمائی ھے- اصل مثنوی چھپ چکی اور تنقید زیر طبع ھے *

مولوی رشید احمد صاحب اب مثنوی نہ سپہر کی صحت کررھے ھیں اور اس پر تنقید بھی لکھہ رھے ھیں *

مولانا حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی رئیس حبیب گنج نے مثنوی لیلی مجنوں کا متعدد نسخوں سے مقابلہ کرکے اُس کی قابل اطمینان صحت کی اور خود ھی اس پر تنقید لکھی – یہہ مثنوی چھپ کر شایع ھورھی ھے - جس قدر خریداران کے نام درج رجسٹر ھیں اُن سب کی خدمت میں پہونچ چکی ھے اور فرمایش موصول ھونے سے جدید خریداروں کی خدمت میں بھی روانہ ھوتی ھے - قسم اول و دوم و سوم کی قیمت بالترتیب ۱۵ روپے ' آتھہ روپے اور چار روپے ھے- قوی اُمید ھے کہ ھفتہ عشرہ کے اندر اندر کلیات کی دوسری جلد مثنوی عشیقہ بھی بہمہ وجوہ مکمل ھوکر نذر ناظرین ھوگی' اور اُس کے بعد تھوڑے ھی فصل سے سکندر نامہ تیسری جلد کی صورت میں انشاء اللہ شایع ھوگا *

مولوی سید حسن صاحب برنی (جن کا ذکر اوپر آچکا ھے) خزاین الفتوح کی تنقید لکھہ رھے ھیں *

مثنوی مطلع الانوار کی صحت ھوچکی اب اس کی تنقید مولوی

احتشام الدین صاحب اسسٹنٹ لائبریری کالج لکھ رہے ہیں *

خمسہ کی پانچویں باقی ماندہ مثنوی خسرو شیرین کی تصحیح مولوی علی احمد خاں صاحب اسیر پروفیسر سینٹ جانس کالج آگرہ نے فرمائی اور اس پر ایک مبسوط مقدمہ لکھا ہے جسکی کتابت ہورہی ہے - اور اسطرح بحمد اللہ خمسہ کی تصحیح و تنقید کی طرف سے تو قریب قریب فراغت ہوچکی ہے *

دیوانوں کے مقابلہ و صحت کا کام نہایت سرگرمی سے جاری ہے - مولوی عبدالحمید خاں صاحب ہیڈ مولوی وکٹوریہ ہائی اسکول، آگرہ (فرزند اکبر حضرت مولانا عبدالغنی خاں صاحب مرحوم و مغفور) جو بحصول رخصت خاص اس کام کے لیئے علی گڈہ مقیم ہیں معہ دو معاونوں کے روزانہ اوقات معینہ میں میرے دفتر میں بیٹھکر دیوانوں کا مقابلہ و صحت کرتے ہیں - اس وقت تک دیوان تحفۃ الصغر اور وسط الحیوۃ کی تصحیح ہوچکی ہے - تیسرا دیوان غرۃ الکمال زیر مقابلہ ہے - مرتبہ انڈکس کی مدد سے ایک ہی وقت میں چودہ نسخوں سے مقابلہ ہوتا جارہا ہے - مولوی فضل احمد صاحب جو علی گڈہ کے گورنمنٹ ہائی اسکول میں مدرس فارسی ہیں اور علوم فارسیہ میں بہت اعلی دستگاہ رکھتے ہیں ان دیوانوں کی تنقید نگاری میں مشغول ہیں - آپ کی لکھی ہوئی تنقید دیوان غرۃ الکمال کو نواب عماد الملک بہادر نے بہت پسند فرمایا - وہ دیوان تحفۃ الصغر اور غرۃ الکمال کی تنقید لکھ چکے ہیں اور باقی دیوانوں کا مقدمہ لکھ رہے ہیں *

مثنوی مجنوں لیلی بفضلہ تعالی شایع ہوچکی ہے، اور اگر کوئی امر مانع نہ ہوا تو قوی امید ہے کہ تین ماہ کے عرصہ میں مثنوی عشیقہ ؛ مثنوی

هشت بہشت ، مثنوی سکندرنامہ ، جن کا متن چھپ چکا ہے شایقین کی خدمت میں پہونچ جائیں گی- اور دوران سال ہی میں چند متفرق رسائل مشتمل بر خالق باری و نصاب بدیعی و کلام هندی بالترتیب و مثنوی قران السعدین و مثنوی خسرو شیریں اور مطلع الانوار بھی طبع و شایع ہوسکینگی*

**مثنوی مجنوں لیلیٰ کی جلدیں ملاحظہ فرمانے کے بعد نواب عمادالملک بہادر نے ارشاد فرمایا ہے کہ اهتمام طبع ہر نہج سے ایسا ہے کہ اس کے بعد کسی مزید کوشش کے اضافہ کی ضرورت نظر نہیں آتی *
**

طبع کلیات کے ذیل میں یہہ امور بھی زیر بحث تھے کہ آیا حواشی پر جدول ہو یا نہ ہو — اور یہہ کہ اختلاف نسخ بطرز قدیم حواشی پر دکھلائے جائیں یا بطرز جدید فٹ نوٹس میں - اور یہہ کہ حل لغات فٹ نوٹ میں درج ہو یا مستقل فرهنگ کی صورت میں بطور ضمیمہ کے کتاب کے آخر میں شامل ہو — ان جملہ امور کے متعلق بعد غور و تبادلہ خیالات (جن میں مسٹر اسٹوری صاحب پروفیسر عربی مدرسۃ العلوم علی گڈہ کا مشورہ بھی شامل ہے) یہہ طے ہوا کہ اختلافات نسخ فٹ نوٹ میں دکھائے جاویں اور حل لغات بطور ضمیمہ آخر میں لگادیا جاوے، جیسا کہ یورپ کی مطبوعہ کتابوں میں دستور ہے — نیز یہہ بھی طے ہوا کہ حواشی پر جدول نہ ہو — اس فیصلہ کے مطابق عملدرآمد ہورہا ہے — لیکن چوں کہ نسخہ مجنوں لیلیٰ کی کتابت اس فیصلہ سے قبل تقریباً ہوچکی تھی اور اُس میں جدول تھی اور اختلاف نسخ حواشی پر اور حل لغات فٹ نوٹ میں درج تھے ؛ اس لئے قرار پایا کہ یہہ کتاب جس

طرح لکھی جاچکی ہے اُسی طرح شایع ہو-البتہ دوسرے نسخہ حتی المقدور بموجب فیصلہ مذکورہ بالا کے چھاپے جارہے ہیں *

انتظام طبع

کلیات حضرت امیرخسرو رحمۃ اللہ علیہ کے طبع کے ارادہ سے مختلف مطابع سے چھپائی کے نرخ اور تخمینے طلب کیئے گئے تھے—مگر کاپی اور پروفوں کی تصحیح حسب دلخواہ اور بروقت ہونے کے خیال سے یہہ مناسب سمجھا گیا کہ خود علی گذہ میں (اور کالج کی نیک نامی مزید کی غرض سے خود کالج کے مطبع میں) کلیات کے چھاپنے کا انتظام ہوجائے تو بہتر ہی- چنانچہ اس ارادہ اور نیت سے خود کالج کے مطبع (انسٹیٹیوٹ پریس) کے صیغہ لیتھو کو ترقی دی گئی اور اُس صیغہ کی نگرانی کے لیئے ایک ماہر فن خوشنویس و کاپی نویس کا تقرر بطور اسسٹنٹ مینجر صیغہ کے عمل میں آیا - سامان کی توسیع ہوئی - چنانچہ آج کل لیتھو کے چھہ پریس چل رہے ہیں - کلیات کی چھپائی ۲۰ X ۲۶ کی تقطیع پر طے ہوئی - سردست قسم اول کی سو ، قسم دوم کی ڈیڑہ سو اور قسم سوم کی پانچسو جلدیں طبع کرائی جاتی ہیں — چونکہ کاغذ کی روز بروز گرانی کا عرصہ سے اندیشہ لگا ہوا تھا (اور اب بھی لگا ہوا ہی) اس لیئے سال گذشتہ میں تینوں قسم کی جلدوں کے لیئے مختلف قسم کا کاغذ بقدر معتدبہ خرید کر محفوظ کرلیا گیا تھا؛ اور اب تدبیر کی جارہی ہے کہ چونکہ کاغذ کی اس سے اور بہت زیادہ ضرورت ہی، اس لیئے اس کا ذخیرہ اور بڑھایا جاوے—بالجملہ مجھے اس امر کے اظہار میں نہایت مسرت ہے کہ انسٹیٹیوٹ پریس کی توسیع کا نہ صرف ابتدائی

مقصد (یعنی تصحیح و نگرانی) پورا ہوا ، بلکہ اس کے علاوہ عجلت کار اور کفایت مصارف اور سب سے بڑھکر چھپائی کی صحت و صفائی میں بھی امید سے زیادہ اور کہیں زیادہ کامیابی ہوئی ، اور کسی دوسرے پریس کے یہہ کام سپرد کرنے کی ضرورت باقی نہ رہی ؛ یہاں تک کہ اسی کلیات خسروی کی بدولت ہمارے کالج کا مطبع بفضل خدا ان جملہ اوصاف میں ضرب المثل ہوگیا *

قبل اس کے کہ میں اپنا تبصرہ ختم کروں ذیل میں چند وہ قطعات درج کرتا ہوں جو بعض فصحائے عجم نے حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کے متعلق تحریر فرمائے ہیں اور جو دوران تحقیقات کلام خسروی میں مجھے حال میں معلوم ہوئے *

کاتبی نیشاپوری نے ایک بار خواب میں امیر صاحب سے عرض کیا کہ عصمت بخاری آپ کا ایک ادنی خوشہ چین ہی - اُس کے کلام کی اس قدر عالم گیر شہرت کا کیا باعث ہی - جواب میں بطور لطیفہ فرمایا : کچھہ مضائقہ نہیں ، وہ مضامین و اشعار سب این جانب ہی کے کلام سے ماخوذ و مسروق ہیں :

قطعہ

میر خسرو را (علیہ الرحمۃ) دیدم شب بخواب

گفتمش عصمت ترا یک خوشہ چین خرمن ست

شعر او چون شعر تو اندر جہاں شہرت گرفت

گفت باکے نیست شعر او ہماں شعر من ست

یہہ امر مسلم ہی کہ شیخ کمال خجندی جو عجم کے ایک مشہور سخنور اور خواجہ حافظ اور عصار تبریزی کے معاصر اور حریف مقابل ہیں ان کے اکثر مضامین خواجہ حسن دہلوی کے کلام سے مقتبس ہیں اور خود خواجہ حسن بلبل شیراز اور طوطی ہند کے متبع اور مقلد ہیں - قطعہ ذیل ملاحظہ ہو :

قطعہ امیر شاہی سبزواری

گر حسن معنی ز خسرو برد نتواں عیب کرد
زانکہ اُستادِ ست خسرو بلکہ از استاداں زیاد
ور معانی حسن را برد از دیوان کمال
۲ ۳
هیچ نتواں گفتن او را دزد - بر دزد او فتاد
۳ ۲

کسی خوش مذاق نے مرزا محمد طاہر آشنا تخلص سے دریافت کیا کہ فصحائے متقدمین کے طبقہ میں کس فصیح کا کلام زیادہ تر دل ربا ہی اور فرقہ متاخرین میں کس شاعر کا شعر زائد دلفریب ہی - سائل کے جواب میں قطعۂ ذیل نظم کرکے ارسال کیا گیا :

اے کہ سوال کردۂ کز متقدمین کرا
هست زیادہ در سخن شعر بلند و دل‌نشین
وز متاخرین بود شعر خوش کہ بیشتر
پیش زمسکنان بود طبع کہ معنی آفرین

نرزد منقد در سخن زین دو گروه این دو تن

خسرو دهلوي ازان ، قدسي مشهدي ازین

ظهوري ترشیزي (جو که نظم و نثر دونوں کا اُستاد کامل تسلیم کیا گیا هی) امیر صاحب سے بدرجهٔ غایت عقیدتمند هی اور ساقي نامه میں برسبیل شکایت زمانه و عدم امتیاز معاصرین لکھتا هی :

بساط ادب بر کران افگنند * به خسرو غزل درمیان افگنند

یهي شاعر اپنے خسر ملک قمي کي تعریف میں کہتا هی :

در افسانه فردوسي مثنوي * قصاید ظهیري غزل خسروي

غرضکه اکثر اساتذهٔ ایران نے بالاتفاق امیرصاحب کو اُستاد فن تسلیم کیا هے *

حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا قدس سره امیر صاحب کي فن شاعري کي تعریف و توصیف میں رباعي هذا ارشاد فرماتے هیں :

خسرو که به نظم و نثر مثلش کم خاست

ملکیت ملک سخن این خسرو راست

این خسرو ماست ناصر خسرو نیست

گویا که خداے ناصر خسرو ماست

امین احمد رازي تذکره هفت اقلیم میں (جس کا ایک نسخه قلمي کتب خانه ایشیاٹک سوسائٹي بنگال میں موجود هی) حضرت امیر خسرو کي نسبت تحریر فرماتے هیں :

''امیر خسرو از زمان سلطان غیاث الدین بلبن تا زمان سلطان محمد تغلق شاه در حیات بوده و هفت بادشاه را خدمت کرده

و چون سلطان محمد بن سلطان بلبن درمابین لاهور و ملتان بدست مردم تاتار مغل کشته گردید امیر خسرو که دران زمان باسلطان محمد می بود مقید گشته او را به بلخ بردند و بعد از دوسال از خراسان خلاص یافته بخدمت سلطان بلبن امده قصیده که بمرثیه سلطان محمد گفته بود دران مجلس بخواند- چنانچه نفیر از صغیر و کبیر برخاست و بر سلطان نیز غلبه کرده- هر چند خواست که ضبط خود نماید نتوانست زاں قدر گریه کرد که منجر به تپ و بیماري گشته و در چند روز ازین جهاں گذشت و در وقتیکه سلطان غیاث الدین تغلق بجانب لکهنوتي توجه فرمود امیر خسرو را به تکلف تام همراه برد و چوں از سفر باز آمد شنید که شیخ رحلت به عالم بقا کشیده - هر آئینه از گرد راه روئے خود سیاه کرد و پیراهن چاک زد و برسر مزار شیخ رفته درپیش حظیره وے برخاک می غلطید و نوحه و زاري می کرد تا بعداز شش ماه برحمت حق پیوست و تاریخ او را خواجه حسن چنیں یافته :

امیر خسرو خسرو ملک سخن * آں محیط فضل و دریائے کمال

نظم او دلکش تراز ماء معین * نثر او صافي تر از آب زلال

از براے جستن تاریخ او * چون نهادم سر بزانوے خیال

شد عدیم المثل یک تاریخ او * دیگرے شد طوطي شکر مقال

کلیات خسروي کے سلسله میں میرے دوست مولوي یعقوب علي خاں احب وکیل مراد آباد نے مجهه سے ایک صحبت میں بیان کیا که

حضرت امیر خسرو کا مندرجۂ ذیل شعر سہولیت وضع حمل کے لیئے ایک مجرب عمل ہے- اُمید ہے کہ اس کا بھي یہاں ذکر کرنا خالي از دلچسپي نہ ہوگا :

مرا جاشد خرم را نیز جاشد * زن دہقان بزاید یا نہ زاید

اب میں یہہ تبصرہ حضرت امیر خسرو کي ایک غزل پر ختم کرتا ہوں جس کي نسبت مجھہ سے بیان کیا گیا ھی کہ حضرت کے پانچوں دیوانوں میں سے کسي دیوان میں نہیں پائي گئي ، بلکہ اُس مجموعہ غزلیات میں شامل ھی جو دھلي سے مستعار آیا ہوا ھی اور جس کا ذکر اوپر گذر چکا ھی — یہہ غزل مسلسل و قطعہ بند ھی اور اس میں فلسفہ عمل کے متعلق ایک نہایت قیمتي خیال مقطع سے ماسبق شعر میں عجیب سادگي کے ساتھہ بیان کیا گیا ھی :

مست و لایعقل گذشتم از سر میخانہ دوش
سالکے دیدم نشستہ پیش پیرے مے فروش

کردہ از دنیا و مافیہا بکلي اجتناب
از پئے یک جرعہ مي برباد دادہ عقل و ہوش

شمع مجلس ایستادہ زار و لرزان و نزار
آتشے بر سر - زدیدہ آمدہ خونش بجوش

خواستم تا بگذرم زاں در- کہ ناگہ از دروں
چشم سالک درمن افتاد و بر آمد در خروش

گفت اے غافل کجائي چند گردي ہر طرف
بگذري از خویش و درآ از شراب ماینوش

تو هم از دردی کشاں شو در خرابات مغان
تا بیابی هرچه خواهی وین نصیحت دار گوش

هرکه در راه طلب کوشد بمطلب رسد
توهم ار از طالبانی آو قدر خود بکوش

نیست در خورد تو "خسرو" این حکایتها برو
آنشے چنداں نداری بیهده چندیں مجوش

علی گڈه :
خاکسار
٥ دسمبر سنه ١٩١٧ ع
محمد اسحاق خاں عفی عنه

ضمیمه تبصرہ هذا

اطلاع طبع و اشاعت قانون مسعودی

حکیم ابو ریحان محمد ابن احمد المعروف به البیرونی نه صرف پانچویں صدی هجری کی اسلامی دنیا کا بلکہ جدید عالم علمی کا بھی ایک بے نظیر فلاسفر، سائنٹسٹ اور لینگوئسٹ گذرا ھے - علاوہ دیگر تصنیفات کے قانون مسعودی بھی اسی کی نامی تصنیف ھی جو عربوں کے علم ھیئت کے متعلق ایک نہایت مکمل اور مستند کتاب ھے جس کی بعض تحقیقاتیں جدید ترین انکشافات سے ٹکر کھاتی ھیں اور جو تحقیقاتیں اس کتاب میں موجود ھیں ان کی نسبت یہه غلط خیال عام طور سے مشتہر تھا که یورپ اور سترھویں صدی مسیحی کے انکشافات ھیں — قانون مسعودی ایک ایسا نادر روزگار علمی ذخیرہ ھے جو بیرونی کے نام کو آفتاب روز روشن کی طرح یقیناً همیشه زندہ رکھے گا - یہه کتاب اب تک شایع نہیں ھوئی ھے اور اس کے قلمی نسخے بھی مکمل اور غیر مکمل دنیا میں صرف ایک نہایت محدود تعداد میں پائے جاتے ھیں — اوائل سنه ۱۹۱۰ ع میں سرسری طور پر اور پھر سنه ۱۹۱۳ ع میں ڈاکٹر هاروتز صاحب (سابق

پروفیسر عربی مدرسة العلوم علی گڈھ) اور ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب کے دستخطوں سے ایک مشترکہ تحریک میرے سامنے پیش ہوئی اور بتایا گیا کہ اگر کالج کی جانب سے قانون مسعودی کا اصل متن عربی میں اور بغرض افادۂ مزید انگریزی اُردو ترجمہ شائع کیا جاوے تو یہہ ایک نہایت مفید علمی خدمت ہوگی اور اس ذریعہ سے علمی دنیا میں کالج کا پایۂ شہرت بہت بلند ہوجائے گا — اس سلسلہ میں اُنہوں نے بتایا کہ قانون مسعودی کا ایک مکمل نسخہ مستعار ہاتھہ آگیا ہے جو مصنف کی وفات سے صرف سو سال بعد کا لکھا ہوا ہے اور دنیا کے مختلف لائبریریوں میں اس کتاب کے جتنے مکمل نسخے موجود ہیں اُن سب میں یہہ قدیم ترین نسخہ ہے — کالج کی لائبریری میں بھی اس کتاب کا ایک نسخہ موجود تھا مگر نہ تو وہ مکمل تھا اور نہ اُس کی صحت قابل اعتبار تھی — اکسفورڈ یونیورسٹی کی بوڈلین لائبریری کا نسخہ مصنف کی وفات سے صرف ۳۵ برس بعد کا لکھا ہوا ہے، مگر وہ غیر مکمل ہے — ایک نسخہ کا برٹش میوزیم کی لائبریری میں پتہ لگا — مقابلہ کے لیئے ان نسخوں کی احتیاج تھی- چنانچہ بادائے اجرت کثیر سرتھیوڈور ماریسن سابق پرنسپل مدرسة العلوم علی گڈھ کی توجہ خاص سے اُن کی نقلیں بذریعہ فوٹو حاصل کی گئیں- ان کے علاوہ دو تین نسخوں کا اور بھی حال ہوا جن میں سے مکمل اور صحت میں لایق اعتماد ہونے کے لحاظ سے ایک نادر نسخہ امپیریل لائبریری کلکتہ میں موجود تھا جو مصنف کی وفات سے ۱۲۵ برس بعد

کا لکھا ہوا ہے - یہہ نسخہ بھی حاصل کیا گیا اور ان تمام نسخوں کے مقابلہ سے ایک خاص نسخہ خود اپنے ہاں بغرض طبع و نشر مرتب کیا گیا — میں نے اشاعت قانون مسعودی کی اسکیم ٹرسٹی صاحبان کے سامنے پیش کرکے اُن کی منظوری سے یہہ کام شروع کیا تھا — مختلف نسخوں کی نقول فراہم ہوجانے اور مقابلہ کا کام ختم ہوجانے کے بعد ایک عربی عالم اس کے مقابلہ و تصحیح شدہ نسخے کے اُردو ترجمہ کے لیئے مامور ہوئے اور ایک ریاضی داں گریجوایٹ انگریزی ترجمہ کرنے کے واسطے مقرر کئے گئے — یہہ کتاب گیارہ مقالوں پر منقسم ہے جن میں سے دو مقالوں اور تمہید کا اُردو میں ترجمہ ہوچکا ہے، مگر انگریزی ترجمہ کے متعلق سخت دقت پیش آئی — اول تو ایسے لوگ میسر نہ آئے جو علاوہ عمدہ عربی و انگریزی جاننے کے ریاضی و ہیئت کے فن میں بھی یدطولیٰ رکھتے ہوں، حالانکہ یہہ وہ اوصاف ہیں جو قانون مسعودی جیسی اہم کتاب کے ترجمہ کے لیئے ناگزیر ہیں، اور جو لوگ ملے بھی وہ صرف تھوڑے تھوڑے دن کچھہ کچھہ کام کرکے اپنے حسب حال کوئی اور روزگار مل جانے کی وجہ سے قانون مسعودی کے ترجمہ کا کام چھوڑ چھوڑ کر چلے گئے، اور اُن کے بعد پھر کوئی موزون انگریزی مترجم اب تک دستیاب نہ ہوا - باوجودیکہ میں نے اخبارات میں اشتہارات شایع کرائے اور مختلف اقطاع ملک کے مشاہیر اور سربرآوردہ اصحاب سے اس بارہ میں مدد چاہی، لیکن کوئی تدبیر کارگر ثابت نہ ہوئی اور انگریزی ترجمہ کا کام کسی معتدبہ درجہ تک

ترقي نه کوسکا — نظر به حالات اب يهه تجويز هے که کم از کم عربي کا متن تو شايع کرديا جاوے جو نهايت محنت سے صحيح هوا هے اور جس کي صحت کي تکميل ميں حسب تحرير مسٹر اسٹوري (پروفيسر عربي مدرسةالعلوم علي گڈه) اب محض جزوي کام باقي ره گيا هے - قانون مسعودي کا عربي متن چهاپنے کے ليئے جو خاص ٹائپ منگايا گيا هے اُس ميں چند حروف ناقص هيں اور کچهه اشارات کم هيں - اس کمي کے پورا کرنے کے ليئے کارخانه کو لکها گيا هے - ٹائپ کي تکميل هوتے هي اس کتاب کي چهپائي شروع هوجائے گي اور جلد سے جلد اشاعت کي جائے گي - اور اُميد هے که انشاءالله تعالی عنقريب علم دوست حضرات کے ملاحظه سے گذرسکے گي *

علی گڈه : — خاکسار

۸ دسمبر سنه ۱۹۱۷ ع — محمد اسحاق خاں عفي عنه

انسٹيٹيوٹ پريس علي گڈه